لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

# حیاتِ پاک

[ برزخی ]

# رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وبارک وسلم

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک


مرتبہ
حافظ نذیر احمد عفی عنہ نقشبندی مجددی



انجمن نصرۃ القرآن
جامع مسجد حنفیہ، مدنی محلہ، گکھڑ ضلع گوجرانوالہ






# فہرست مضامین

# شکریہ معاونین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرے گا،

اس حدیث مبارک کے مطابق یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ جن محسنین و بزرگان عظام نے اس کتاب کی تیاری، استفادہ مسوّدات و تصحیح اور دعاؤں سے معاونت فرمائی، ان سب کا شکریہ ادا کیا جائے۔

اوّل شکریہ کے مستحق مرشد العلماء والصلحاء پیر طریقت، امیر شریعت و امیر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، سیّدنا و مرشدنا قبلہ حضرت مولٰنا ابو الخلیل خان محمد صاحب مدظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کندیاں ضلع میانوالی ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے اس کتاب کا مسوّدہ دیکھ کر خاص نظر عنایت فرمائی اور خصوصی دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں، اور اپنی مخلوق کی ہدایت کا باعث بنادیں۔ آمین

اور شکر گزار ہوں، ان ہر دو حضرات، حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب نقشبندی، مجدّدی ہزاروی، ہری پوری خلیفہ مجاز سراج الاولیاء حضرت مولانا محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ

سراجیہ گُندیاں ضلع میاں والی، اور حضرت مولانا حاجی عبدالرشید صاحب رحیم یار خان خلیفہ مجاز سُلطان الاولیاء حضرت مولٰنا سیّدنا و مرشدنا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہم العالی خانقاہِ سراجیہ کا جنہوں نے حضرت اقدس سیّدنا و مرشدنا و مولٰنا خان محمد صاحب مدظلہم العالی کے حکم سے اس کتاب کو حرفاً حرفاً از اوّل تا آخر دیکھا اور تصحیح فرمائی اور شکر گذار ہُوں اُن اکابرین کا جن کی کتابوں سے مسوّدات جمع کئے، اللہ تعالیٰ سب کی کوششوں کو مقبول و منظور فرماویں اور اجر عظیم عطا فرماویں اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء ہے کہ ان تمام حضرات کے لئے جو اس کتاب کا مطالعہ فرماویں کہ مولا کریم اُن سب کو رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام سچی محبت اور اتباع کی توفیق نصیب فرماویں، اور اس سیاہ کار کے لئے ذریعہ شفاعت مغفرت و نجات بنادیں،

آمین بحرمت نبی الکریم علیہ وعلی آلہ التسلیم

# ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا وشفیعنا وحبیبنا و مولٰنا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وذریاتہٖ واھل بیتہٖ اجمعین عدد خلقہٖ ورضا نفسہٖ وزنۃ عرشہٖ ومداد کلماتہٖ

اما بعد اللہ تعالیٰ رحیم وکریم کا لاکھ لاکھ بار شکر واحسان ہے کہ اُس نے اپنے فضل وکرم اور بے حد مہربانی سے اپنے اس عاجز وگنہگار بندے کو یہ توفیق عنایت فرمائی کہ یہ اس کے اشرف المخلوقات بندے سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین رحمۃ اللعلمین حضرت سیدنا ومولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی حیاتِ طیبہ سے متعلق لکھے، حالانکہ اس سے پہلے بے شمار اکابرین ومحدثین مفسرین اولیاء کرام، علماء عظام نے اُتنی اتنی بلند ومدلل کتابیں لکھی ہیں جن کا شمار مشکل ہے اُن کے موجود ہوتے ہوئے اس ناکارہ کا اس بلند وبالا موضوع اور اشرف انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شان اقدس میں کچھ لکھنا ماسوا اس کے کہ اُن حضور اکرم رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان مبارک لکھنے والوں کے زُمرہ میں اس سیاہ کار کا نام آجائے اور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبین میں شامل ہوجائے تو بفضلہٖ تعالیٰ نجات کی اُمید رکھتا ہے کسی اللہ کے بندے نے کیا ہی خوب فرمایا۔

احب الصالحین ولست منھم    (نیک) صالحین لوگوں سے محبت رکھتا ہوں مگر میں

لعل اللہ یرزقنی صلاحًا اُن میں سے نہیں ہوں شائد کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت
کی برکت سے مجھے بھی اُن میں شامل فرما لیں۔

اور یہ ناکارہ اپنی حیثیت اُن اکابرین کے ساتھ اُس کُتے جیسی بھی نہیں تصوّر کرسکتا، جس نے اللہ کے مقبول بندوں اصحابِ کہف کا ساتھ اختیار کیا، تو اللہ تعالیٰ ان پاک نفوس کی برکت سے اُس کو جنّت میں داخل فرمائے گا، اللہ تعالیٰ ان اکابرین کی برکت سے اُس سیاہ کار کو اُن کی رفاقت جنّت میں نصیب فرمائے۔ آمین بحرمت نبی الکریم علیہ وآلہ التسلیم

اس کتاب میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق علماء دیوبند کے روشن مسلک کی وضاحت ہے جو کہ سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لے کر آج تک اُمّت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ موجودہ دور میں معتزلہ عقیدہ کے چند لوگ جو کہ اپنے آپ کو علماء دیوبند کے متبع ظاہر کر کے اکابرین دیوبند کو بدنام کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کا رُخ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا)

کے بجائے حضور علیہ السّلام کی شانِ اقدس گھٹانے کی طرف موڑ لیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا قرآن پاک سمجھنے میں بہت سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح حامل قرآن جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کو صحابہ کرام اولیاء عظام کی محبّت اور عظمت بھری نگاہوں سے دیکھنے والے ہدایت پر ہیں اور اپنی حالت پر قیاس کرنے والے گمراہی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی حالت پر قیاس کرنے والوں کا قول قرآن پاک میں نقل

فرمایا کہ کفار کہتے تھے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ — اور کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے، اور بازاروں میں پھرتا ہے۔

اور اُن کے یہ الفاظ کہنے کا نتیجہ اُن کو یہ ملا

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ — کہ دُنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت اللعٰلمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ خود خدا تعالیٰ ہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان بلند فرمانے کا قرآن پاک میں اعلان فرما رہے ہیں تو شان بیان کرنا سنّت اللہ ہے اور اس پر صحابہ کرام نے عمل فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان بیان فرمانے والے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اجل صحابی حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری آنکھ نے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ حسین کوئی دیکھا ہی نہیں اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ خوبصورت کسی نے جنا ہی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ہر قسم کے عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، گویا کہ جیسے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایسے ہی پیدا کئے گئے۔

سبحان اللہ صحابۂ کرام کو آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کس قدر محبّت تھی۔

اور رحمت دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان بیان کرنے کا صلہ امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک الفاظ میں سُنیئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں نقل فرماتے ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسّان بن ثابت منبرًا فی المسجد یقوم علیہ قائمًا یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یؤیّد حسّان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے تھے جس پر حسان بن ثابت رضؓ کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرماتے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مدد فرماتے ہیں بذریعہ روح القدس سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام! تو معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرنے کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہٗ کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتے تھے۔

تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے کی وجہ سے شان بیان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی مدد نصیب ہوتی ہے۔

کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
جو اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی شخص بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک

اَجْمَعِيْنَ (بخاري شريف) کہ وہ اپنے والدین اپنی اولاد اپنی جان اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔ گویا کہ ہر شئے سے زیادہ محبّت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہیئے ورنہ ایمان نہیں ہے

کیا ہی عمدہ فرمایا حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

مناجاتے اگر باید بیان کرد — اگر تو کوئی شئے خدا تعالیٰ سے طلب کرنا چاہے تو بس
بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد — اس بات پر قناعت کرلے۔

محمدؐ از تو می خواہم خدا را — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ مل جائے۔
خدایا از تو حبِّ مصطفیٰ را — اے اللہ کریم مجھے اپنے پیارے محبوبؐ کی محبّت نصیب فرما۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مل جائے اس کو اور کیا چاہیئے، اس کو تو سب کچھ ہی مل گیا، ان اکابرین کی ہر لمحہ یہی جستجو تھی، اللہ تعالیٰ اِن حضرات کے صدقہ سے ہمیں بھی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت نصیب فرمائے۔ اور ہمیں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب واحترام کی توفیق نصیب فرمائے

از خدا خواہیم توفیقِ ادب — بے ادب محروم شد از فضلِ ربّ
اور اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت اللعالمین کے صدقہ سے اپنا بنالے آمین

بحرمتِ نبی الکریم علیہ وآلہ التسلیم

۳- صفر ۱۴۰۵ھ

# موت کی حقیقت

اس کتاب کا اصل مضمون سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حیاتِ طیبہ ہے جو کہ حیاتِ برزخی ہے یعنی قبر کی زندگی، اور حیاتِ برزخی کا پہلا قدم موت ہے اور دوسرا قدم حیات ہے اس سلسلہ میں چند حقائق پیشِ خدمت ہیں جن کے سمجھ لینے کے بعد اصل مضمون کا سمجھنا انشاء اللہ تعالیٰ بالکل آسان ہو جائے گا، اس میں تمام باتیں فرمانِ اللہ کریم، ارشاداتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اقوالِ صحابہ کرام تابعین آئمہ مجتہدین، سلف صالحین کی ہوں گی انشاء اللہ تعالےٰ اللہ کریم سے التجا ہے کہ حق تحریر کرنے اور حق کے سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ واللہ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اللہ کریم ہی سیدھے راستے کی راہنمائی فرماتے ہیں جسے چاہیں۔

اللہ کریم اپنی محترم ومعزز کتاب قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ — ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔

ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ — پھر تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ان الفاظ مبارکہ پر غور فرمائیں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد بندے کا تعلق اپنے محبوب حقیقی خدا تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ — فرمایا کہ موت پُل ہے ملاتا ہے حبیب کو حبیب سے۔

یعنی موت کے بعد بندہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہوجاتا ہے دنیاوی زندگی ختم ہوجاتی ہے اور اسی وقت آخرت کی زندگی شروع ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ وہ اللہ کریم جس نے پیدا فرمایا موت کو اور حیات کو

یعنی جیسے حیات ایک چیز ہے اسی طرح موت بھی ایک شئے ہے فقہ حنفی کی مستند کتاب درمختار میں فرمایا

وَالْمَوْتُ صِفَۃٌ وجودیۃ خلقت ضد الحیٰوۃ موت بھی ایک وجودی صفت ہے جو کہ حیات کی ضد کے طور پر پیدا کی گئی ہے۔

موت فنا کا نام نہیں بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہونے کا نام ہے اسی لئے موت کو ولادت ثانیہ یعنی دوسری پیدائش کہا جاتا ہے (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۷۶) اسی وجہ سے موت کو انتقال کہتے ہیں یعنی موت کے بعد انسان ختم نہیں ہوا بلکہ دوسرے جہان میں منتقل ہوگیا اور اُس جہان کے مطابق اس کو حیات حاصل ہوگئی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میّت اپنے غسل دینے والے، جنازہ اٹھانے والے کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے (احمد، طبرانی بحوالہ شرح الصدور ص ۹۸)

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ میّت جب قبر میں رکھی جاتی ہے اور دفن کرنے والے میّت کو دفن کر کے واپس ہونے لگتے ہیں، تو وہ میّت ان کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ کو سنتی ہے (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۸) (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۸۶، وتسکین الصدور ص ۲۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتولین بدر (کفار مکہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ) کے پاس کھڑے ہوئے اور ارشاد مبارک فرمایا کہ

اے فلاں بن فلاں (اُن کفّار کے نام لے لے کر پکارا) جو تمہارے ربّ نے تم سے وعدہ کیا تھا آیا وہ تم نے پالیا، کیونکہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کے وعدہ کو سچّا پایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں رُوح نہیں، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تم میری بات اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہاں فرق یہ ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے (شرح الصدور ص ۹۹)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کے ساتھ گئے جب قبرستان پہنچے تو ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہی بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (ایک لمبی حدیث شریف بیان فرمائی جس میں) مومن اور کافر کی موت کا تذکرہ فرمایا۔ مومن کے بارے میں یہ ارشاد مبارک فرمایا کہ مومن کی موت کے بعد مومن کی روح کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے کا نام علّیین میں درج کرو۔ اور اس روح کو زمین کی طرف واپس لوٹادو کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اس میں ان کو لوٹاؤں گا اور اس سے دوسری مرتبہ نکالوں گا، پھر اُس کی روح (قبر میں) اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں اور اُس کو بٹھا کر اس سے سوالات کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ مَا دِيْنُكَ آگے لمبی حدیث ہے اور اس حدیث شریف میں آگے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کافر کی موت کا تذکرہ فرمایا۔ کہ کافر کی روح کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی کارگذاری اور نام وغیرہ سجّین میں لکھ دو جو کہ ساتویں زمین میں ہے پھر اس کی روح وہاں سے پھینکی جاتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ارشاد خداوندی پڑھا کہ جو شخص

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس گویا کہ وہ آسمان سے گرا اور اس کو پرندے اُچک کر لے گئے یا ہوا نے گڑھے میں ڈال دیا اور پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اور اس سے سوالات کرتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ آگے لمبی حدیث ہے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳۱، تسکین الصدور ص ۳۹)

دوسری حدیث شریف میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوعبداللہ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں جس کے آخر میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک بھی ہے کہ پھر اللہ تعالےٰ (مومن کی) اس پاکیزہ روح کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس کو جنّت میں داخل کر دو، اور اس کا وہ ٹھکانہ جو جنّت میں ہے اس کو دکھا دو اور اس پر عزّت اور خوشی کی وہ چیزیں پیش کرو جو میں نے اس کے لئے تیار کی ہیں پھر اس کو زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں نے جس طرح ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اس طرح ان کو زمین کی طرف لوٹاؤں گا اور اس سے ان کو نکالوں گا سو اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ وہ روح وہاں سے نکلنے کو ایسا ناپسند کرتی ہے جتنا اس نے جسم سے نکلنے کو ناپسند نہیں کیا تھا اور وہ (روح) کہتی ہے کہ مجھے کہاں لے جاتے ہو کیا اس جسم کی طرف لے جاتے ہو جس میں میں تھی، آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں یہی حکم ملا ہے اور تیرے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، پس اُس کو نیچے اُتار لاتے ہیں، اس اثناء میں کہ لوگ میّت کے غسل اور کفن (دفن وغیرہ) سے فارغ ہو چکتے ہیں، پس وہ فرشتے اس کی روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیتے ہیں۔ (کتاب الروح ص ۶۱-۶۲)

ان احادیث مطہرہ سے یہ معلوم ہوا کہ موت سے لے کر قبر میں آنے تک میّت کے

ساتھ جو روح کا تعلق اس[1] طرح ہے کہ جیسے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مقتولین جنگ بدر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے ہاں (موجودہ حیات میں) فرق یہ ہوا کہ یہ جواب نہیں دے سکتے کیونکہ اس وقت مومن کی روح علیین کی طرف اور کافر کی رُوح سجین کی طرف آنے جانے میں مصروف ہوتی ہے۔

[1] حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے کہ جب بیداری ہوتی ہے تو آنکھ جھپکنے سے پہلے روح واپس آجاتی ہے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر ایک شعاع رُوح کی بدن میں رہتی ہے جس سے حیات باطل نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں تو یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے آج کل کے دور میں حساب کرنے والے کلکولیٹر ملتے ہیں جو کہ سورج کی شعاعوں سے چلتے ہیں، اربوں میل دور سورج کی شعاع سے کلکولیٹر کو کنٹرول کیا جاتا ہے یعنی سُورج کی شعاع کے تعلق سے وہ چلتا ہے، امریکہ نے ایک کار ایجاد کی ہے جو سورج کی شعاعوں سے چلتی ہے اللہ کریم نے یہ نظام حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی ایجاد فرما دیا تھا جس کو سائنس دان اب پہنچے ہیں تو معلوم ہوا کہ موت کے بعد جسم کے ساتھ روح کا تعلق اس شعاع کی قسم کا رہتا ہے جس سے بقول رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میت غسل کرنے والے، اٹھانے والے، دفن کرنے والے کو جانتی پہچانتی ہے مگر ان لوگوں کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتی چونکہ روح جسم میں نہیں مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے تو فرمایا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب میت قبر میں داخل ہو جاتی ہے تو روح اس میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر میت بیٹھ کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دیتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس وقت میت میں دوبارہ زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان ارشادات کی روشنی میں واضح ہے کہ موت کے بعد انسان اللہ تعالیٰ کی


(بقیہ بر صفحہ ۱۷)

مگر اس کا تعلق جسم سے ختم نہیں ہوتا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، دفن کرنے والے کو پہچانتی ہے مگر ہماری باتوں کا جواب نہیں دے سکتی، تو مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس میں روح واپس آجاتی ہے اور پھر وہ میت بیٹھ کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دیتی ہے۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١٦) طرف لوٹایا جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کا بدن روح کا مکان نہیں کہ بدن فنا ہو جائے، جلا دیا جائے یا دریا میں غرق ہو جائے تو بدن کے فنا ہونے سے روح بھی فنا ہو جائے بلکہ بدن کی ہیئت بدل جانے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن کے ساتھ رہتا ہے۔ جواہر الغوالی ص ٦٦، رحمت کائنات ص ٤٥)

تو معلوم ہوا کہ بدن کی ہیئت بدل جانے کے بعد چاہے وہ جلانے کی صورت میں ذرات ہوں جیسے کفار کرتے ہیں یا حادثاتی طور پر کوئی مسلمان جل جائے یا جلا دیا جائے یا پانی میں غرق ہو جائے۔ یا کوئی جانور کھا جائے ہر حالت میں جیسی بھی ہیئت ہو روح کا تعلق اس ہیئت کے ساتھ قائم رہتا ہے۔

اللہ کریم قرآن پاک میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ذکر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۭ (البقرۃ) (باقی بر صفحہ آئندہ) | اور یاد کرو جب کہا (حضرت) ابراہیم نے، اے پروردگار میرے دکھلا مجھ کو کیسے زندہ کرے گا مردے فرمایا کیا تو یقین نہیں رکھتا کہا کیوں نہیں، لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ تسکین ہو جائے میرے دل کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑنے والے پھر ان کو ہلالے (مانوس کر لے) اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا پھر بلا اُن کو چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے کہ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے |

مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جو مسجد نبوی کی صفائی کرتی تھی وہ فوت ہو گئی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اس کی قبر دیکھ کر صحابہ سے فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ام محجن" کی، آپؐ نے فرمایا کہ وہی جو مسجد میں کام کرتی تھی، عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تو آپؐ نے صف باندھی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی پھر اس عورت کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے عورت کونسا عمل اچھا پایا،

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب کہ جانوروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے، اور وہ مختلف مقامات پر رکھے گئے ہیئت تبدیل ہونے کے بعد زندہ کر دکھایا اور فرمایا کہ ہم زبردست حکمتوں والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہیں، اُن کے لئے کوئی مشکل بات نہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص نے گناہوں کی وجہ سے اپنی جان پر بڑی زیادتی کی تھی جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے جلا کر میری راکھ کو خوب پیس کر ہوا میں اُڑا دینا۔ بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی تو وہ مجھے ایسی سزا دے گا جو اور کسی کو اُس نے نہیں دی، جب اُس کی وفات ہوئی تو اس کے ساتھ یہی کارروائی کی گئی اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کے تمام ذرات کو جمع کر دے سو اُس نے ایسا ہی کیا جب ذرات جمع کر دیئے گئے تو وہ آدمی تھا، جو کھڑا کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کارروائی تو نے کیوں کی؟ اُس نے عرض کیا کہ مولا کریم تیرے ڈر سے۔ تو اللہ کریم نے اسے بخش دیا،

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا میری راکھ آدھا حصہ خشکی میں اور آدھا حصہ دریا میں بکھیر دینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، (بخاری ج ۱ ص ۴۹۵ واللفظ لہ مسلم ج ۲ ص ۳۵۶ ان احادیث مطہرہ میں کتنی زبردست وضاحت فرمائی ہے کہ ہر حالت میں حتیٰ کہ ذرات ہو جانے کے باوجود روح کا تعلق اُن ذرات سے قائم رہتا ہے (تسکین الصدور ص ۲۴)

صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُنتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ تم اس سے زیادہ سُننے والے نہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کہتی ہے بہترین عمل مسجد کی صفائی ہے (شرح الصدور ص۹۹)

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ کو خالی سمجھ کر اپنا چھوٹا سا خیمہ لگا دیا مگر اچانک اُس جگہ سے ایک انسان کے سورۃ الملک پڑھنے کی آواز آئی جسے یہ سُنتے رہے یہاں تک کہ سورت پوری پڑھی گئی جب حضور علیہ السلام کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ھی المانعۃ المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر۔ (مشکوٰۃ شریف ترمذی شریف)

یہ سورت عذاب کو روکتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچالے گی

تو حضور علیہ السلام کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ قبر میں راحت بھی ہے اور عذاب بھی ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرعون اور اس کی قوم کا ذکر فرماتے ہیں۔

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن)

اور اُلٹ پڑا فرعون اور اس کی قوم پر بُری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھاتے ہیں اُن کو صبح اور شام، اور جس دن قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا) داخل کردو فرعونیوں کو سخت عذاب میں۔

اور نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں فرمایا

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (نوح)

وہ پانی میں غرق کردیئے گئے اور اس کے بعد آگ میں داخل کردیئے گئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ پہلے نوح علیہ السّلام کی قوم دنیا میں پانی میں غرق کی گئی اور قبر میں آگ میں داخل کر دیئے گئے (رحمت کائنات ص ۸۸)

کفّار عذاب قبر میں قیامت تک کے لئے مبتلا کئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک دن سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ دل لگی اور خوشی کی باتیں کر رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا اگر تم تمام لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کرو تو تم اس طرح مسرتوں میں گم نہ ہو جاؤ پس موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، تمہاری قبریں روزانہ یہ بات کہتی ہیں کہ میں اجنبی گھر ہوں میں اکیلا رہنے والوں کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

جب ایماندار بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ تو جب مجھ پر چلتا تھا تو مجھے دوسروں سے عزیز اور پیارا معلوم ہوتا تھا، آج تو میرے پاس آگیا ہے تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کس قدر شفقت اور محبت کا برتاؤ کرتی ہوں،

حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اس کی قبر کو تاحدِ نظر وسیع کر دیا جاتا ہے اور جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب کافر یا نافرمان بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید نہیں کہتی بلکہ یوں کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تب بھی تو مجھے بُرا محسوس ہوتا تھا، آج تو میرے حوالے کر دیا گیا ہے تو دیکھ لے گا کہ میں تجھے کیسے سزا دوں گی، پھر اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پھنس جاتی ہیں یہ بیان کرتے ہوئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر لوگوں کو یہ بات دکھائی، اور فرمایا کہ اُس پر ستّر سانپ مقرر کئے جاتے ہیں جو اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ اگر ایک سانپ بھی زمین پر آکر سانس لے تو کبھی بھی اس زمین پر سبزہ نہ اُگے، وہ سانپ اس کو ڈستے رہیں گے اور

کاٹتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا سوا اس کے اور کوئی بات نہیں کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے باغ بن جاتی ہے اور یا آگ کے گڑھوں میں سے گڑھا بن جاتی ہے (اعاذنا اللہ منہا) (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف)

مندرجہ بالا حدیث میں کفّار اور عام مسلمانوں کے ساتھ قبر میں پیش آنے والے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں اور قرآن شریف میں واضح طور پر شہداء کے متعلق فرمایا گیا کہ ان کو مُردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ انعامات خداوندی پر خوش ہیں اور مہاجرین فی سبیل اللہ اور وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے راستے میں لگے ہُوئے ہیں جیسے علماء دین پڑھانے والے اور پڑھنے والے اور دین کی تبلیغ کرنے والے اُن کو موت کے بعد اللہ تعالیٰ عمدہ رزق عطا فرمائے گا اور اُن کے بعد اولیاء کرام آئمہ مجتہدین تبع تابعین اور پھر اُن سے بہت بلند مقام صحابہ کرام پھر عشرہ مبشرہ صحابہ کرام پھر خصوصاً خلفاء راشدین اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان حضرات کی کتنی بلند حیات ہوگی اور ان سب سے بلند و بالا حیات انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی ہے کہ دنیاوی حیات اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی کہ وہ حضرات انبیاء عظام علیہم الصّلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں خدا تعالیٰ کا عمدہ رزق کھاتے ہیں۔ حج کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو، وہاں آتے جاتے ہیں، جیسے کہ معراج شریف میں تمام انبیاء علیہم السلام مسجد اقصٰی بیت المقدس میں تشریف لائے اور سب نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور پھر آسمانوں پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسّلام، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسّلام حضرت ادریس

علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ملاقات ہوئی قرآن پاک اور احادیث مطہرہ میں یہ ایسے واقعات ہیں جن سے موت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ موت ایک جہان دنیاوی سے دوسرے جہان آخرت میں منتقل ہونے کا نام ہے اور موت صرف ایک آن ہوتی ہے کہ اس کے فوراً بعد دوسرے جہان کی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور دُنیا میں کئے ہُوئے کاموں کا بدلہ ملنا شروع ہو جاتا ہے

اللہ تعالیٰ اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مندرجہ بالا ارشادات عالیہ ہمارے لئے حق اور سچ ہیں اور ان پر یقین کامل رکھنے کا نام ہی ایمان ہے جو حضرات ان ارشادات عالیہ کو اپنی ذات اور اپنی عقل پر پرکھتے ہیں اُن کی عقل اور سمجھ کبھی بھی ان حقیقتوں کو نہیں پا سکتی ہمیں اللہ تعالیٰ اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر حکم کے آگے سرِخم تسلیم کرنا چاہیئے، چاہے کوئی بات ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ موت کے بعد میّت اپنے غسل دینے والے، جنازہ اٹھانے والے، کفن دینے والے قبر میں رکھنے والے کو دیکھتی ہے اور جانتی پہچانتی ہے حق ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفّار مقتولین بدر کے نام لے لے کر فرمایا کہ تم نے اپنے کئے کا بدلہ پا لیا حالانکہ ان کے تن سر سے جُدا تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اُن سے زیادہ نہیں سُنتے حق ہے۔

ام محجن سے فرمایا۔ کون سا عمل اچھا پایا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یہ سنتی ہے فرمایا کہ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے اور یہ کہتی ہے کہ بہترین عمل مسجد کی صفائی ہے حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنّت اور دوزخ دکھائی ہے ہم نے تو اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، نہ جنّت نہ دوزخ کو دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جو ارشاد فرمایا حق ہے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآن شریف اتارا ہے

جبرائیل علیہ السلام لائے ہیں ہم نے جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے اور ان تمام باتوں کو بغیر دیکھے ماننے کا نام ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے شروع میں ہی قیامت تک کے لئے یہ شرط لگادی کہ

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو غیب کی (ان دیکھی) باتوں پر (جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتلائیں ان پر) یقین رکھتے ہیں

تو معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمادیں، اس کو فوراً بلاچون وچرا آمنّا وصدّقنا کہا جائے، اس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک طریقہ کے مطابق ایمان لایا جائے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے واقعہ معراج شریف کفّار کو بتایا کفّار نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہا کہ تمہارے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آج نئی بات کہتے ہیں کہ میں نے آسمانوں کی سیر کی، بیت المقدس میں انبیاء کی امامت فرمائی تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو سچ ہے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے کتنی محبّت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر آمنّا وصدّقنا کہتے تھے نکتہ چینی نہیں کرتے تھے اور جس بات کا علم نہ ہوتا، اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ کہتے کہ اللہ اور اس کا رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی زیادہ جانتے ہیں، سبحان اللہ کتنے پیارے طریقے صحابہؓ کرام کے تھے اور ان کو حضور علیہ السّلام سے اتنی محبّت تھی کہ بات بات پر فداک ابی وامی یارسول اللہ کہتے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو صحابہ کرام اس وضو کے پانی کو زمین پر گرنے نہ دیتے بلکہ اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتے تھے اور وہ صحابہ کرام حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے۔

کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکڑی کے پیالہ میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا، حضور تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت نامی عورت سے فرمایا (یہ عورت ام المومنین امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ تھیں اور وہ ان کو حبشہ سے اپنے ساتھ لائی تھیں) پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اُس نے بتایا کہ میں نے پی لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہمیشہ کے لئے صحت مند ہو گئیں اے امّ یوسف (امّ یوسف اس خادمہ کی کنیت تھی) تو وہ کبھی بھی بیمار نہ ہوئی (خصائص کبریٰ ص ۱۷۵)

اور وہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی راتوں میں دیکھا، آپؐ سُرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپؐ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، تو بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۵)

اور وہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قدر متبع تھے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ممبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سُنی، ابھی وہ بنی غنم (جو کہ مسجد نبوی سے کافی فاصلہ پر ہے) میں تھے تو وہ وہیں بیٹھ گئے سبحان اللہ وہ کیسے پیارے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر اپنی جان فدا کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور علیہ السلام کے ہر حکم کو بلا چون وچرا ماننے کی توفیق عطا فرمائے کہ اسی ماننے کا نام ہی مسلمانی ہے۔ مسلمان کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ اپنے اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات عالیہ کو تسلیم کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اور وہ لوگ جو سچائی لائے اور جنہوں نے تصدیق کی
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (زمر) یہ سب لوگ متقی ہیں۔

اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سچائی کو لائے (اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہی سچ ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی تصدیق کی، یہ سب لوگ متقی ہیں۔ اور فرمایا۔

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ایمان والوں کو خوشخبری
صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کا بہت بڑا مرتبہ ہے

سبحان اللہ! یہ مرتبہ اس لئے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو دل وجان سے تسلیم کیا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام کی طرح ہر بات کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنائے۔ آمین۔

# حیاتِ پاک رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَمَّا بَعْدُ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام زبانی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، اے اللہ تعالیٰ رحمت بھیجئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، اور آپ کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور اُن کی آل پر یقیناً آپ تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ برکت نازل فرمایئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور اُن کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر، اور اُن کی آل پر یقیناً آپ تعریف کے لائق بزرگی والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایمان والوں کو ارشاد مبارک فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ایمان والوں پر کہ بھیجا اُن میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم

انہی میں سے،

اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر میرا بہت بڑا احسان ہے کہ میں نے تمہی سے تمہارے پاس اپنا رسول بھیجا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

## ہر شے رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنائی گئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد مبارک فرمایا۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (خصائص کبریٰ ص ۱۸)

اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔ سبحان اللہ، تو معلوم ہوا کہ تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا فرمائے تو تمام جہانوں کی ہر شے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیلی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خاطر تمام جہان بنائے گئے

## نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر شے سے پہلے خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز کو پیدا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا۔

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ الخ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کا یہ ترجمہ فرماتے

ہیں۔ اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (یہ نہیں کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نُور کے فیض سے) پیدا فرمایا (نشر الطیب ص ۶)

## رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کب نبی بنائے گئے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام اس وقت تک اپنے خمیر ہی میں تھے (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک انہیں پیدا نہ فرمایا تھا۔ (احمد، بیہقی، نشر الطیب ص ۸)

## حضرت آدم علیہ السلام کی دعا بوسیلہ رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھا لیا کہ جس سے منع فرمایا گیا تھا، تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا، اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دیجئے تو حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اے آدم (علیہ السلام) تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا، حالانکہ ابھی تک میں نے ان کو پیدا نہیں کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا،

کہ اے اللہ کریم میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں نے جان لیا کہ

آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسی ہی شخصیت کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا، حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد مبارک فرمایا "اے آدم (علیہ السلام) تم سچے ہو۔ حقیقتاً وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے اُن کے واسطہ سے مجھ سے عرض کی تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

اور اے آدم (علیہ السلام) اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء (علیہ السلام) سے آخری نبی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کا نور پیدا فرماتے ہی تمام جہانوں کو پیدا فرمانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا دیا تھا اور سب سے پہلے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً بخش دیا، تو سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی رحمت حضرت آدم علیہ السلام پر ظاہر ہوئی اور قیامت تک کے لئے حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرنے کا طریقہ حضرت آدم علیہ السلام نے بتلا دیا۔ حضور علیہ السلام کے ہاں حضور علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی محبوب شئے نہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اے آدم (علیہ السلام) میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا تو معلوم ہوا کہ ہر شئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا فرمائی گئی۔ کسی اللہ کے بندے نے دربار رسالت میں عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

اس حدیث شریف میں جھوٹے مدعیان نبوت کا قیامت تک کے لئے خاتمہ فرمایا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اولاد میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آخری نبی ہیں اور اگر صاحب بصیرت غور فرماویں جیساکہ مثل مشہور ہے کہ عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بھی قیامت تک کے لئے حل فرمادیا، کہ اُسی وقت فرمادیا کہ اے آدم علیہ السلام۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں یہ نہیں فرمایا کہ نبی بنیں گے بلکہ فرمایا کہ نبی ہیں۔ بلکہ مندرجہ بالا احادیث مطہرہ سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت مل چکی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں صرف کیفیات میں فرق ہے۔ جسم اطہر کے ساتھ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی بلکہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت مل چکی تھی،

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوچکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان میں تھے۔ یعنی اُن کے جسم اطہر میں جان بھی نہ آئی تھی۔

(ترمذی شریف، نشر الطیب ص۸)

پھر دوسری کیفیت آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسم اطہر کے ساتھ اس جہان میں تشریف لائے۔ پھر تیسری کیفیت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جہان سے پردہ فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تینوں حالتوں میں ہی نبی ہیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

# رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک تمام انسانوں کے رسول ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے، اے تمام انسانوں (قیامت تک کے لئے) میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لئے۔ سبحان اللہ اللہ پاک نے قیامت تک کے لئے فیصلہ فرمادیا، کہ جب تک بھی کوئی ایک انسان دنیا میں موجود ہے اس وقت تک آپ تمام انسانوں کے رسول ہیں۔

# تمام انبیاء علیہم السّلام سے عہد

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا، انبیاء علیہم السلام سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا، کتاب اور اس کا علم پھر جب آئے تمہارے پاس کوئی رسول کہ تصدیق کرے تمہارے پاس والی کتاب کی تو تم اُس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا، اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا، تمام انبیاء علیہم السلام نے عرض کیا، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو اب گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

معارف القرآن میں اس آیت مبارک کی تفسیر میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد مبارک نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس سے مُراد حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عہد تمام انبیاء علیہم السّلام سے صرف رحمت اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں لیا تھا کہ اگر وہ ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور اُن کی تائید و نصرت کریں۔ اور اپنی اپنی اُمتوں کو بھی یہی ہدایت کر جائیں۔ (معارف القرآن)

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو کتاب اللہ (قرآن کریم) اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام پر فیصلے کریں گے۔

تفسیر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ

محشر میں شفاعت کبریٰ کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت کرانا اور سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام تسلیم کرنا یہ اُسی عہد کا پورا کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں اور انہوں نے اپنا عہد پورا کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی امامت میں نماز پڑھی رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم جب جنگ تبوک سے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، کہو اللہ تعالیٰ تمہارے مُنہ کو سالم رکھے تو انہوں نے یہ اشعار حضور علیہ السلام کے سامنے پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا واهله الغرق

تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق

وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت کیف یحترق

حتی احتوی بیتك المهیمن من خندف علیاء تحتها النطق

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق

فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور سبل الرشاد فنخترق

(نشر الطیب صہ ۲)

زمین پر تشریف لانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنّت کے سایہ میں خوش حالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنّت کے درختوں کے) پتّے اُوپر تلے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلب آدم علیہ السلام میں تھے اور زمین پر تشریف لانے سے پہلے جب آدم علیہ السّلام جنّت میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنّت میں تھے (جیسا کہ اس آیت کریمہ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ کی تفسیر میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مستقر سے مراد ماں کا رحم اور مستودع سے مراد باپ کی صُلب ہے اور پتّوں کا جوڑنا اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ سیّدنا آدم علیہ السّلام نے اس گندم کے منع کئے ہُوئے درخت سے کھا لیا تو آپ سے جنّت کا لباس اُتر گیا، تو آپ جنّت کے درختوں کے پتّے ملا ملا کر جسم کو ڈھانکتے تھے) اور اے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی آپ صلب آدم علیہ السّلام میں تشریف فرما تھے، اس کے

بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلب آدم علیہ السلام میں آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نہ بشر تھے نہ مضغہ اور نہ علق بلکہ آدم علیہ السلام کی صلب میں ایک مادہ تھے کہ وہی مادہ کشتی نوح علیہ السلام میں سوار تھا، اور حالت یہ تھی کہ نسبت اور اس کے ماننے والے طوفان میں غرق ہو رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلب نوح علیہ السلام میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو محفوظ رکھا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں نارِ خلیل میں بھی ورود فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے محفوظ رکھا، پھر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندانی شرف جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر شاہد و ظاہر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بلند خاندان میں دُنیا میں تشریف لائے اور تمام عالم روشن ہوگیا سو ہم سب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ ہدایت کے راستوں کو ہی قطع کر رہے ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

---

۱؎ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی اُمت نے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے طوفان سے نجات پائی۔

۲؎ اسی طرح سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ رکھا،

تمام اشعار سُنے تو یہ تمام مضامین امت کے لئے حجت ہو گئے۔ (نشر الطیب ص۱۲)

# رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں تشریف آوری

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نشر الطیب میں یہ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک جب عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک جب عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے، جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سُرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بر ہے اُن کو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں یہ کس نے کیا، اُن کے والد اُن کا ہاتھ پکڑ کر کاہنانِ قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے قیلہ سے نکاح کیا، اُن کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور اُن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے اور حضرت عبد المطلب کی پیشانی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور چمکتا تھا اور جسم سے مُشک کی خوشبو آتی تھی، اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبلِ ثبیر پہ لے جاتے تھے اور اُن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دُعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی بارش عطا فرماتے۔

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔ (مواہب، نشر الطیب ص۲۳)

اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ اس نور سے آپؐ کی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے اور اس میں یہ بھی آپؐ کا ارشاد ہے

وکذلک امّھات الانبیاء یرین

یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں۔ (طبرانی شریف، بیہقی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکّہ مکرمہ میں آ رہا تھا، سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس نے کہا اے گروہِ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امّت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے جس کا لقب مہرِ نبوّت ہے چنانچہ قریش نے تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس آیا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا، جب اس یہودی نے وہ نشانیاں دیکھیں تو بیہوش ہو کر گر پڑا، اور کہنے لگا کہ نبی اسرائیل سے نبوّت رخصت ہوئی۔ اے گروہِ قریش سُن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہوگی (روایت کیا اس کو یعقوب بن سفیان نے اسنادِ حسن سے یہ فتح الباری میں کہا ہے کذا فی المواہب) نشر الطیب ص ۲۷

## رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندانی شرف

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمدؐ ہوں عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا، اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا، تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا، یعنی انسان بنایا، پھر انسانوں میں دو فرقے پیدا فرمائے عرب اور عجم، مجھ

کو اچھے فرقے عرب میں پیدا فرمایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ یعنی قریش میں پھر قریش میں کئی خاندان بنائے۔ اور مجھ کو سب سے اعلیٰ خاندان بنی ہاشم میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور میں خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف)

## رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی پاکیزگی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک سفاح (بدکاری) کا کوئی لوث مجھ کو نہیں پہنچا یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی ہے۔ میرے آباؤ و امہات سب اس سے محفوظ رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔ (طبرانی شریف، مواہب لدنیہ، نشر الطیب ص ۱۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک کبھی بھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے جس قربت کو میرے نسب میں دخل بھی نہ ہو۔ مثلاً حمل نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مرد و عورتیں ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفّٰی و مہذب منتقل کرتا رہا، جب کبھی دو شعبے ہوئے (جیسے عرب و عجم) میں بہترین شعبے میں رہا۔

(مواہب، نشر الطیب ص ۱۹)

# رحمتِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے افضل ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمتِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، جبریل علیہ السّلام نے کہا کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا، میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔

(طبرانی شریف، مواہب، نشر الطیب ص ۱۹)

کسی اللہ کے بندے نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے الفاظ کو فارسی میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حضرت جبریل علیہ السّلام فرماتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تمام جہان پھرے، بہت بہت خوبیوں والے لوگ دیکھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سب سے نرالی ہے۔

یارب صلّ وسلّم دائمًا ابدًا علیٰ حبیبك خیر الخلق کلّھم

# رحمت اللعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نام مبارک کی فضیلت

اللہ کریم ورحیم نے اپنے پیارے مکرم و معظم لاڈلے محبوب کا اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا دنیا میں اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا آسمانوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک نکالا، عرش کا مالک محمود

اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک محمّد رکھا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

من انہ اذا کان یوم القیٰمۃ نادی منادٍ الا لیقم من اسمہ محمّد او احمد ولید خل الجنۃ کرامۃ لمحمّد صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت کے دن اللہ کا منادی فرشتہ اعلان کرے گا، کہ خبردار جس کسی کا نام محمّد صلی اللہ علیہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے وہ کھڑا ہو اور جنّت میں داخل ہو جائے۔ یہ اعزاز ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے۔ دونوں اسم مبارک کتنے پیارے ہیں، جن کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے بیشمار لوگ جنّت میں چلے جائیں گے

## حضور صلّی اللہُ علیہِ وسلّم کی رفعت شان

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معنیٰ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا، اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معنیٰ ہیں کہ جس کی خدا تعالیٰ خود سب سے زیادہ تعریف فرمائے،

لہ دیکھئے حضور علیہ السلام کے نام پاک میں کتنی برکت ہے کہ بیشمار امت اس مبارک نام کی وجہ سے جنّت میں اللہ تعالیٰ داخل فرمائیں گے لیکن موجودہ دور میں ہم نے اپنے ناموں کے ساتھ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک نام لینا چھوڑ دیا ہے اگر کسی کا نام محمد طاہر ہے اور باپ کا نام محمد شفیع ہے تو بجائے محمد طاہر کے وہ آج کل طاہر شفیع بن گیا ہے اور اگر کسی کا نام محمد فاروق ہے اور باپ کا نام محمد عبداللہ تو وہ اس دور میں فاروق عبداللہ بن گیا ہے حضور علیہ السلام کے اسم مبارک سے باپ کے نام کو زیادہ ترجیح دی جانے لگی ہے جو اسم مبارک اسلام کی نشانی تھا وہ چھوڑ دیا حالانکہ عیسائی ابھی تک اپنے نام کے ساتھ مسیح بولتے اور لکھتے ہیں، ہندو اپنے نام کے ساتھ رام بولتے اور لکھتے ہیں اور سکھ اپنے نام کے ساتھ سنگھ لکھتے اور بولتے ہیں۔ افسوس صد افسوس (باقی برصفحہ)

جس کی اللہ تعالیٰ تعریف فرمائے کسی لبشر کے بس میں نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق تعریف کر سکے۔

حضرت مرزا مظہر جان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

محمد حامد حمد خدا بس    خدا مدح آفریں مصطفٰے بس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کی تعریف فرمانا ختم ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی تعریف فرمائی دُنیا کا کوئی بھی شخص ایسی تعریف نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تعریف بیان فرمائی، وہ خدا تعالیٰ پر بس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق کوئی بھی شخص تعریف نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ارشاد مبارک فرماتے ہیں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ    اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا۔

آپ دیکھتے ہیں کہ دُنیا بھر میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جہاں آذان نہ ہو رہی ہو چونکہ ہر جگہ وقت کی کمی بیشی ہے اور ہر جگہ اذان دینے والا باآواز بلند کہتا ہے۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ    میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

---

(بقیہ صہ ۳۹) ہے ہمیں اپنے مسلمانوں پر کہ غیر مسلم تو اپنے بڑوں کے ساتھ اپنی نسبت قائم رکھیں حالانکہ دُنیا میں اور آخرت میں انہیں وہ نسبت کام نہ دے گی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہر جگہ کام دے گی اس کے باوجود ہم اس اسم مبارک سے محروم ہوتے جاتے ہیں، ہمارے اکابرین میں سے بیشمار لوگ ایسے گذرے ہیں جو کہ پُشت در پُشت کہ باپ کا نام بھی محمد اور بیٹے کا نام بھی محمد تھا اور یہ اس لئے ہے کہ ان کو اس نام کی عظمت اور قدر معلوم تھی۔

---

اس اعلان میں جو کہ دنیا کے کونے کونے پر ہر لمحہ ہوتا رہتا ہے حضورؐ کی کتنی شان بلند ہے سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے شان بلند فرمانے کا کتنا عظیم اہتمام فرمایا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور اس اعلان میں ہر اذان دینے والا دوبار یہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور قیامت تک یہی کہتا رہے گا۔ آج تک کسی آذان دینے والے نے یہ نہیں کہا اور نہ ہی قیامت تک کوئی بھی آذان دینے والا یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے بلکہ یہی کہے گا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ : میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اس اعلان سے جو کہ قیامت تک ہوتا رہے گا کتنی عظیم وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ قیامت تک کے لئے خداوند تعالیٰ نے بیشمار مخلوق کو اس اعلان کرنے پر مقرر فرما دیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وضم الالٰہ اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اپنے نام کے ساتھ ملایا جب مؤذن پانچوں وقت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا بھی اعلان کرتا ہے (خصائص کبریٰ ص ۱۸۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَآءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (مشکوٰۃ شریف)

فرمایا یاد رکھو میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

کا جھنڈا قیامت کے دن اٹھاؤں گا، جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور اُن کی تمام اولاد ہوگی اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں اور میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا،
اور میری ہی قبر سب سے پہلے کھولی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرونگا،
اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔

اور فرمایا۔ انّما انا رحمۃٌ مُھداۃٌ

میں اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہوں جو اس نے تمام مخلوق کو عطا فرمائی۔

اور فرمایا اَنا مُحَمَّدٌ وّانا احمدٌ وانا الماحی الّذی یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر الّذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہٗ نبیٌ (بخاری شریف)

میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور میں احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور میں مٹانے والا ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں سب لوگ میرے قدموں پر اکٹھے کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے۔

اور فرمایا: وانا اکرم الاولین والاٰخرین علی اللہ ولا فخر۔

میری عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب پہلے اور پچھلے لوگوں سے زیادہ ہے اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم،

یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وّجھک المنیر لقد نوّر القمر

اے بیحد وحساب حسن وجمال کے مالک اور تمام انسانوں کے سردار،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کے نور نے چاند کو منور فرمادیا،

لایمکن الثناء کما کان حقہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کرسکے جیسا کہ اس کا حق ہے خدا بزرگ و برتر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات والاصفات ہے۔

اَللّٰھُمَّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد مبارک فرماتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ

اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور یہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت دنیا و آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے دنیا میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں، دنیا میں کافروں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے قربِ قیامت تک نفع ملتا رہے گا، ان کی صورتیں مسخ نہ ہوں گی، سابقہ امتوں میں اگر کوئی گناہ کرتا تھا تو اس کی صورت مسخ ہو جاتی تھی، مگر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے قربِ قیامت تک صورتیں مسخ نہ ہوں گی اور اس کے علاوہ بیشمار فوائد کفار کو بھی نصیب ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات دن تمام کفار کے لئے ہدایت کی دعائیں مانگتے اور ہر وقت اُن کو دین کی طرف بلاتے حالانکہ طائف شریف میں کفار نے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حکم فرمائیں تو ان تمام کفار کو ابھی دونوں طرف کے پہاڑوں کو ملا کر ختم کر دیا

جائے یا جو سزا آپ تجویز فرمائیں ان کو دی جائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحیم وکریم ذات نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے تو ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے بددعا کے ان کے لئے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

اے میرے پیارے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرمایئے یہ مجھے جانتے نہیں ہیں

کتنی ہمدردی فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے ساتھ، اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاُقَتِّلَنَّھُمْ وَلَاُصَلِّبَنَّھُمْ وَلَاَھْدِیَنَّھُمْ وَھُمْ کَارِھُوْنَ اِنِّیْ رَحْمَۃٌ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ وَلَا یَتَوَفّٰنِیْ حَتّٰی یُظْھِرَہُ اللّٰہُ دِیْنَہٗ (ابن سعد)

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور اُن کو قتل کروں گا اور میں ان کو سولی چڑھاؤں گا اور میں ضرور (ہر طرح سے) ان کو راہ راست پر لاؤں گا، حالانکہ وہ اس دین کو پسند نہیں کرتے بیشک مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے وفات نہ دیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ ہو جائے، تو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں ہر طریقہ سے کفار کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں گا جب تک کہ وہ اسلام قبول نہ کریں، کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے رحمت بنا کے بھیجا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت اللعالمین ہونے کی وجہ سے رات دن اس کوشش میں لگے رہتے کہ کوئی بھی کافر نہ رہے، سب مسلمان بن جائیں اور اس لگن میں اتنے بے چین رہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے اگر یہ کافر ایمان نہ لائے۔

تو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اسی غم[1] اور فکر میں رہتے کہ کوئی کافر نہ رہے سب ایمان والے بن جائیں اور جہنم سے بچ جائیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمان کے لئے تو ہر حالت میں ہی رحمت ہیں دُنیا میں موت کے وقت قبر میں حشر میں جنّت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ رحمت اللعالمین ہیں۔ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے دولت ایمان نصیب ہوئی موت کے وقت کلمہ نصیب ہوگا اور قبر میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک دکھائی جاتی ہے حدیث شریف میں ہے۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اہل قبر سے سوال جاتا ہے یہ کون مرد ہیں جو تم میں بھیجے گئے تو مومن جواب دیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

پھر اس حدیث میں آگے ارشاد ہے۔

فینادی منادٍ من السّماءِ ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ وَافْتَحُوْا لَهٗ بابًا الی الجنۃ۔

پھر آسمان سے ندا آتی ہے میرے بندے نے سچ کہا، اس کا اوڑھنا بچھونا جنّت سے کر دو،

---

[1] ہم مسلمانوں نے حضور علیہ السلام کا یہ غم اور فکر بالکل ہی چھوڑ دیا ہے کہ غیر مسلموں کو دین کی تبلیغ کریں جیسے یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا کام تھا۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیئے آپس کے خواہ مخواہ کے جھگڑے جن سے مسلمان بھی دین سے بیزار ہو رہے ہیں فوراً چھوڑ کر آپس میں محبت و اتفاق پیدا کرنا چاہیئے اور تفرقہ بازی ختم کرنی چاہیئے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے ہی میں نجات ہے۔

اور جنّت کی طرف سے اس کے لئے دروازے کھول دو۔

اور حشر میں رحمت اللعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا اظہار اس وقت ہوگا، جب تمام مخلوق حساب وکتاب کے لئے پریشان ہوگی، سوا نیزے پر سورج ہوگا، گرمی کی شدت ہوگی لوگ پسینہ میں غرق ہوں گے نفسی نفسی کا عالم ہوگا لوگ پریشانی کے عالم میں انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں سفارش کے لئے حاضر ہوں گے تمام انبیاء علیہم السلام انکار فرماویں گے آخر میں سب لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے حساب وکتاب شروع ہوگا اور اس اذیت ناک عذاب سے نجات ہوگی۔ جنت میں بھی داخلہ ایمان والوں کو رحمت اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی رحمت دولت ایمان جس کے لئے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رات دن کوشش فرمائی کے سبب سے ہوگا، آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا حصّہ مؤمن کو ہر مقام پر نصیب ہوتا ہے اور ہوگا، اللہ تعالیٰ تمام ایمان والوں کو رحمت اللعالمین کی رحمت سے وافر حصّہ نصیب فرمائے، آمین۔

## اسلام کی بُنیاد عقیدہ حیات النّبی صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

نہیں کوئی معبود سواء اللہ تعالیٰ کے محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا" اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے"

سب سے پہلی بنیاد:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی گواہی دینا یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (بخاری شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا موجود ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دائمی حیات عطاء فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا کلمہ طیبہ قیامت تک اعلان کرتا رہے گا۔ آج بھی جو شخص کلمہ طیبہ پڑھے یا قیامت تک جو شخص بھی مسلم ہو یا غیر مسلم اسلام میں داخل ہو، جب تک وہ اسلام کی بنیاد اوّل کلمہ طیبہ نہیں پڑھے گا اور دل وزبان سے اقرار نہیں کرے گا قطعاً مسلمان نہ ہوگا۔ مسلمان ہونے کے لئے یا اسلام قبول کرنے کے لئے کلمہ طیبہ کا پڑھنا اور اس کا اقرار کرنا شرط اول ہے اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جزء کا ترجمہ ہی یہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، اب نہیں ہیں تو وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا، ہمارے تمام اسلاف واکابرین کا یہی عقیدہ ہے جو کہ تفصیل کے ساتھ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر موجودہ دور تک کے علماء کے عقائد کی شکل میں آئندہ صفحات میں آپ پڑھیں گے اور یہی عقیدہ علماء دیوبند کا ہے آپ کو آئندہ صفحات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ علماء دیوبند کا عقیدہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام خلفاء راشدین صحابہ کرام تابعین ائمہ مجتہدین اولیاء کرام علماء اُمت کے عین مطابق ہے اور یہی علماء صحیح راستہ کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں، ان میں نہ افراط ہے کہ کسی بات کو حضور علیہ السلام، صحابہ کرام تابعین، ائمہ مجتہدین کے فرمان عالیہ سے زائد بڑھایا جائے اور نہ تفریط ہے کہ کسی بات کو حضور علیہ السلام صحابہ کرام تابعین ائمہ مجتہدین کے فرمان عالیہ سے کم کیا جائے اس مبارک طریقہ میں نہ زیادتی ہے نہ کمی ہے بلکہ متوسط طریقہ ہے جس کے متعلق رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر ہوگا، آپ کو آئندہ صفحات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ گروہ علماء دیوبند رسول

اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر ہے بلکہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ہی خود رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔

علماء دیوبند نے کتاب المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند لکھ کر قیامت تک کے لئے اپنے عقیدہ کا اعلان کر دیا ہے اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ارشاد مبارک اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں (فیض الباری شرح بخاری ص۱۱۷) کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد مبارک فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

بیشک[1] اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں (آگے اللہ تعالیٰ حکماً ارشاد فرماتے ہیں) اے ایمان والو درود بھیجو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سلام بھیجو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم فرمایا اور اس کا ایسا عمدہ اور بہترین طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی انتخاب فرمایا کہ ہر لمحہ مسلمان خود بخود رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔

نماز میں درود و سلام پڑھنا واجب کر دیا کہ جب تک کوئی بھی مسلمان نماز میں درود و سلام

---

[1] اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں نازل فرمانا ہے فرشتوں اور انسانوں کا درود بھیجنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اللہ تعالےٰ سے رحمت کی دعا کرنا مراد ہے اسی طرح سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سلامتی نازل فرمانا ہے اور فرشتوں اور انسانوں کا سلام بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے سلامتی کی دُعا کرنا مراد ہے۔

نہ پڑھے گا اس کی نماز مکمل نہ ہوگی اور وقت کی کمی بیشی کے باعث کوئی ساعت ایسی نہ رہی کہ جس میں مسلمان نماز نہ پڑھتے ہوں اور ہر نماز میں درود و سلام پڑھنا ضروری کر دیا کہ کوئی لمحہ بھی ایسا نہ گذرے کہ جس میں میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام نہ پڑھا جائے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ میری قبر (روضۂ اطہر) پر مقرر کر رکھا ہے۔ جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا، وہ فرشتہ مجھ کو اُس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو کہ فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔ (القول البدیع، فضائل درود شریف صفحہ ۱۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت اللعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں (نسائی شریف، فضائل درود شریف صفحہ ۱۸)

دار العلوم دیوبند کی ابتدائی عمارت نودرہ کی بنیاد سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی اور نشان زدہ خطوط پر رکھی گئی تاریخ دیوبند میں مفصّل واقعہ تحریر ہے اور دار العلوم دیوبند کے ترانہ میں یہ اشعار ہیں موجود ہیں۔

خود ساقیٔ کوثر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رکھی مے خانے کی بُنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں
(رحمت کائنات صفحہ ۲۶۴)

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند کو خواب میں سیّد دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے ایک بڑا ہجوم لوگوں کا سامنے ہے لوگوں

کے پاس چھوٹے اور بڑے برتن ہیں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ (تاریخ دیوبند)

بزرگوں نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ کنوئیں سے مراد دار العلوم دیوبند ہے دودھ سے مراد حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شریعت مطہرہ کے علوم ہیں جو کہ خود رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وارثوں کے ذریعہ سے (حضور علیہ السلام نے فرمایا العلماء ورثۃ الانبیاء علما انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں) قیامت تک اس دار العلوم سے تعلیم حاصل کرنے والوں کے برتن دودھ علم شریعت سے بھر رہے ہیں سبحان اللہ

سیدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر (روضہ اطہر) کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اُس کو میں خود سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دُور دراز سے درود شریف پڑھتا ہے وہ بذریعہ ملائکہ پہنچا دیا جاتا ہے (بیہقی شریف)

تو جس وقت بھی چاہے نماز میں درود وسلام پڑھا جائے یا نماز کے علاوہ اگر روضۂ اطہر کے پاس پڑھا جائے تو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرمائے ہُوئے ہیں جو فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے (یعنی زیادہ سے زیادہ) درود شریف پڑھا کرو، اس لئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ درود شریف اُس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، ہاں انتقال کے بعد بھی۔
اللہ تعالیٰ نے یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بدنوں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ شریف)

حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا ارشادات فرما کر قیامت تک کے لئے اپنی تمام امت کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کے سلسلہ میں زبردست وضاحت بیان فرما دی اور قربان جائیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ انہوں نے کتنی وضاحت کے ساتھ سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی وضاحت کے ساتھ ارشاد مبارک فرمایا، ہاں انتقال کے بعد اور مزید وضاحت فرمائی کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بس نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ رزق دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ رزق کے لئے جسم اور روح دونوں کی حیات لازمی ہے ورنہ رزق نہیں کھایا جا سکتا۔ ان واضح ارشادات عالیہ کے ہوتے ہُوئے جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائے اس کے خلاف گفتگو کرنا تو درکنار ان میں ذرا سا وہم یا شبہ کرنا، گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد عالیہ کا انکار کرنا ہے۔ جس سے ایمان کے ہی چلے جانے کا خطرہ ہے کیونکہ رحمت اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات عالیہ پر یقین رکھنے کا نام ہی ایمان ہے

شب معراج شریف میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گذا ہُوا، موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے (فیض الباری) اور ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، کہ میں موسےٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہہ رہے ہیں (مسلم شریف) محدث کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ

رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں (عقیدۃ الاسلام ص۲۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ الروحا کے علاقہ سے ستّر انبیاء علیہم السلام پیدل بیت اللہ شریف کے حج کے ارادہ پر تشریف لے گئے جنہوں نے عبا پہنے ہوئے تھے۔ (التعرف ص۲۲ رحمت کائنات ص۱۷۱)

ان احادیث مطہرہ سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور مبارکہ میں نزدیک سے صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں، رزق بھی کھاتے ہیں حج بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں چاہیں جا آ بھی سکتے ہیں جیسے کہ معراج شریف کے موقعہ پر مسجدِ اقصیٰ بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس جہان سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام اُمت کا یہ طریقہ رہا ہے جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام لوگ رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے پاس باادب طریقہ سے اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ ہم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہیں اور حضور ہمیں دیکھ رہے ہیں، ہماری معروضات سن رہے ہیں صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں اور اس حاضری کے متعلق رحمۃ اللعٰلمین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءنی زائرا لا تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیمۃ (للمھند ص۲۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کی نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع ہوں،

اس بات پر غور فرماویں کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا فرما رہے ہیں کہ جو میری زیارت کو آیا۔ تو آپ خود سوچیں کہ زیارت کس کی ہوتی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری زیارت کو آیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ حاضر ہونے والا یوں کہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی کیونکہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں (وعظ التبلیغ ۳ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ۔ مقام حیات ص ۲۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکر، السلام علیک یا ابت (رسائل ابن تیمیہ ص ۱۶۳، ۳۹۰ رحمت کائنات)

یہ سلام عرض کرنے والے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ، ہیں جب بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں گویا کہ اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ تینوں حضرات سلام سنتے ہیں اور حیات ہیں سُبحان اللہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سلام پیش کر کے اپنے عمل سے قیامت تک کے لئے حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حیات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ثابت کر دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس عقیدہ کے خلاف تمام شکوک وشبہات رفع فرما دیئے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرہ مبارک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردہ فرمانے کے بعد اس کمرہ میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بغیر پردہ کے تشریف لاتی تھیں،

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردہ فرمانے کے بعد کمرہ میں باپردہ تشریف لاتی تھیں، چونکہ پہلے خاوند اور والد تھے، جن سے کوئی پردہ نہ تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کے بعد پردہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ حضرات

دیکھتے ہیں قبر اُن حضرات کے سامنے حجاب نہیں ہے سبحان اللہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

لیھبطن ابن مریم عدلًا واماماً مقسطاً ولیسلکن فجاحاجاً او معتمراً ولیأتین قبری حتی یسلم علیّ ولاردن علیہ۔

(رواہ ابو ھریرۃ اخرجہ الحاکم وصحح عقیدۃ الاسلام ص۲۲)

محدث کبیر استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کو اپنی کتاب عقیدۃ السلام میں درج فرما کر یہ بتایا ہے کہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے سبحان اللہ اس حدیث شریف کے ترجمہ پر غور فرمائیں کہ اس میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے مسائل حل فرما دیئے۔

فرمایا حضور علیہ السّلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام مریم کا بیٹا ضرور آسمان سے اُترے گا، وہ انصاف اور عدل والا پیشوا ہوگا اور وہ دور دراز کے راستہ سے سفر کر کے حج یا عمرہ کے لئے آئے گا اور پھر وہ ضرور میری قبر (روضۂ اطہر) پر بھی آئے گا یہاں تک کہ مجھے سلام کہے گا، اور میں ضرور اُس کے سلام کا جواب دوں گا،

۱فرمایا کہ عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے پیدا نہیں ہوں گے، مرزائی مرزا غلام احمد کو عیسےٰ کہتے ہیں فرمایا کہ حضرت مریم کا بیٹا ہوگا۔ مرزائیوں کا سارا جھوٹ قیامت تک ختم فرمایا۔

۲۔ اور فرمایا کہ وہ دور دراز (دمشق) سے سفر کر کے حج یا عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے

۳۔ پھر مدینہ منورہ حضور علیہ السلام کے حضور سلام عرض کرنے کے لئے حاضری دیں گے، اور حاضر ہو کر سلام عرض کریں گے

۴۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم اُن کے سلام کا جواب عنایت فرمائیں گے

اس سے معلوم ہوا کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کرکے حاضر ہونا سنّت انبیاء علیہم السلام ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام عرض کرنا سنّت انبیاء علیہم السلام ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُن کے سلام کا جواب دوں گا،

تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر ہونے والے کا سلام سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں اور اسے جانتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا،

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان مبارک کی بلندی کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہداء اُمتیوں کے لئے اللہ کریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن پاک میں جس سے زیادہ عزت والی کوئی کتاب نہیں علی الاعلان قیامت تک کے لئے ارشاد مبارک فرما دیا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

اور مت کہو ان کو جو قتل کئے گئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مُردہ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں

اور فرمایا:-

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ

اور آپ ان لوگوں کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کئے گئے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہیں اُس انعام پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اپنے فضل سے۔

کتنی بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ خیال دل میں نہ لانا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں

شہید ہونے والا مُردہ ہے بلکہ فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ اور ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ شہداء خدا تعالیٰ کے انعام واکرام پر خوش ہیں سبحان اللہ! یہ تو شان ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتیوں کی چاہے وہ اُمّتی کتنا ہی گنہگار ہو شہادت پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اس کو یہ انعام واکرام ہے کہ دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے، رزق دیا جاتا ہے اور ہر لمحہ کی خوشی اور راحت ہے تو مخصوص لوگ، حفاظ قرآن شریف، علماء کرام، اولیاء عظام، تابعین، صحابہ کرام، اہل بیت انبیاء عظام، خلفاء راشدین، ان کی برزخی زندگی کتنی عظیم ہوگی اور خدا تعالیٰ نے ان کے لئے کتنے کتنے بلند اعزاز واکرام رکھے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ اُحد سے واپس لوٹے تو حضرت مصعب بن عمیر اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی قبور کے پاس کھڑے ہُوئے اور فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تم زندہ ہو اللہ کے ہاں (اور اپنے ساتھی صحابہؓ سے فرمایا) پس تم ان کی زیارت کیا کرو، اور انہیں سلام کہا کرو قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص انہیں سلام کہے گا، یہ جواب دیں گے اور یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ (اخرجہ الحاکم وصححہ والبیہقی)

قربان جائیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتنے واضح الفاظ میں شہداء صحابۂ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم زندہ ہو اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں سبحان اللہ جس بات کی حضور تصدیق فرمادیں، شہادت دیں اور اللہ تعالیٰ اس بات کا اعلان قرآن پاک میں کریں کہ شہداء زندہ ہیں اور پھر قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قیامت تک جو بھی ان کو سلام کہے گا یہ اُس کا جواب دیں گے۔

یہ تو شان ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اُمّتیوں کی کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد اُن کو یہ سعادت نصیب ہُوئی اور ان سب سے بلند و برتر انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام ہیں اور پھر سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ارفع و اعلیٰ مقام تو ہمارے آقا و مولا سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے جن کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ہی ہیں "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا انعام و اکرام اور مہربانیاں اپنے پاس رکھی ہیں وہی جانتے ہیں کہ جن کی خاطر یہ سب جہان بنائے اور سارے عالم ان کے طفیلی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"زمین و زماں را بطفیل او خلق فرمودہ است"

ہر شے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی طفیل پیدا فرمائی۔

بلکہ یہ ارشاد مبارک فرمایا:۔

وچوں وجودِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام در عالم ممکنات نباشد، بلکہ فوقِ ایں عالم باشد، ناچار اورا سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ شخص از شخص لطیف تر است، وچوں لطیف تر از وی در عالم نباشد، اورا سایہ چہ صورت دارد علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات (دفتر سوئم حصہ نہم مکتوب ۱۰۰)

فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات عالی کو خدا تعالیٰ نے عجیب شے بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود مبارک عالم ممکنات میں سے ہی نہیں ہے بلکہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، خلقت من نور اللہ، میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں، اور دوسروں کو یہ دولت میسّر نہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے، تو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود مبارک اس عالم سے برتر ہے تو یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا، نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور جب تمام جہان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کوئی لطیف شے نہیں تو پھر آپ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان مبارک کو تو سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی جان ہی نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیا بنایا تھا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت واحترام کرو۔

اور فرماتے ہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

اے ایمان والو! اپنی آواز کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔

اور فرمایا

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسے مت پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب واحترام کا حکم فرمایا ہے پس ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمتی ہونے کے سبب کسی لمحہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب واحترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد مبارک فرماتے ہیں۔ اگر تم نے ادب واحترام کا دامن چھوڑ دیا تو

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

تمہارے تمام اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی،

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لمحہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے آمین۔ بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

# سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص بوقت سفرِ آخرت

۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو غسل پہلے پہنے ہُوئے کپڑوں میں ہی دیا گیا، کُرتہ تک جسم سے نہ اُتارا گیا۔ (مقام حیات ص ۱۶۴)

۲۔ نمازِ جنازہ بھی عام مسلمانوں کی طرح نہ پڑھی گئی بلکہ دس دس صحابۂ کرام حجرہ مطہرہ میں داخل ہو کر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ درود شریف یہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْکَ وسعدیک صلوۃ اللہ البر الرحیم والملٰئکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وما سبح لک من شیءٍ یارب العالمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العلمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وبارک وسلم علیہ۔

(زرقانی ج ۸ ص ۲۹۳، رحمتِ کائنات ص ۳۶۴)

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہی آپ کے لئے آرام گاہ (قبر شریف) بنائی گئی۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق آپ کی املاک میں ترکہ اور وراثت کا قانون جاری نہیں کیا گیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں جو اُن کا مصرف تھا وہی بدستور قائم رکھا گیا۔ اور وہ خلافت کی تولیت میں رہیں۔

۵۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات کا یہ حق سمجھا گیا کہ وہ اپنے مسکونہ حجروں

کو تا زندگی اپنے استعمال میں رکھیں اور نبی صلی اللہ وسلم کی املاک سے اپنا نفقہ تا حیات حاصل کرتی رہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری حیات کے زمانہ میں ان کو یہ دونوں حقوق حاصل تھے، حالانکہ کسی مسلمان کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ کو یہ حقوق صرف عدت کی مدت تک رہتے ہیں۔ (مقام حیات ص۱۶۴)

۶۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات سے نکاح امت پر حرام کر دیا گیا حالانکہ ہر مسلمان کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔

## حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے سامنے رکھ دینا، اگر دروازہ کھل جائے اور قبر انور سے آواز آئے کہ ابو بکر کو اندر لے آؤ تب تو مجھے حجرہ مبارک میں دفن کر دینا ورنہ عام مومنین کے قبرستان میں دفن کر دینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جب حجرہ مبارک کے سامنے جنازہ رکھا گیا تو دروازہ کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی۔

ادخلوا الحبیب الی الحبیب لے آؤ محبوب کو اپنے محبوب کے پاس۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم (تفسیر کبیر ج۵ ص۲۸۵)

سبحان اللہ! سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیامت تک کے لئے حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا مسئلہ حل فرما دیا، اور یقیناً وہی اس مسئلہ کے حل فرمانے کا حق رکھتے تھے کہ دین کے ہر معاملہ میں آپ نے سبقت فرمائی۔

# حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مہم سے فارغ ہو کر واپس مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام جو آپ کرتے وہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہو کر سلام عرض کرتے اور اسی کی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ تلقین فرماتے۔

(جذب القلوب صـ۲۰۰، مقام حیات صـ۱۸۱)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ نے فرمایا اُن دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ، میں انہیں آپ کے پاس لے آیا، آپ نے ان سے پوچھا تم کہاں کے ہو، انہوں نے کہا کہ ہم طائف سے آئے ہیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، اس لئے کہ تم مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱ صفہ ۶۷، مقام حیات صفہ ۱۷۸)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرنا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت ہو برداشت نہ ہو سکا، تو معلوم ہوا کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آواز بلند کرنا جرم تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تمہاری آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے بلند ہو گئی تو تمہارے تمام اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مطہرہ کے قریب آواز بلند کرنا بھی اپنے اعمال کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے کہ آپ روضہ مطہرہ میں تشریف فرما ہیں، اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مہمان ہونے کی حیثیت سے درگزر کرتا ہوں، ورنہ تمہیں

سزا دینا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے جس وقت تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سلام عرض کیا۔ (خلاصۃ الوفا صفحہ ۹۹، دعوۃ الانصاف ص ۸۴)

## حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب باغیوں نے محاصرہ کرلیا تو بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ بہتر ہے آپ شام تشریف لے جائیں، وہاں کی افواج مضبوط ہیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

میں اسے جائز نہیں سمجھتا کہ اپنے دار الہجرت کو چھوڑ جاؤں، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی چھوڑ دوں، (جذب القلوب ص ۲۰، مقام حیات ص ۱۸۱)

## حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

من زار قبر رسول اللہ کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جذب القلوب ص ۱۸۰)

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو وہ اس وقت حضور کی ہمسائیگی میں ہوتا ہے۔

وما عمل علی ابن ابی طالب مصراعی دارہ الا بالناصع توقیا لذلک

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے مدینہ منوّرہ سے باہر ایک جگہ میں بنوائے تاکہ کواڑ بننے کا کہیں شور پیدا نہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ ہو (شفاء السقام ص ۱۴۳ مصر)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے گھر کے دروازے مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ میں بنوائے تاکہ کواڑ بننے کا کہیں شور پیدا نہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیّت نہ ہو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے جو پروردگار سے سُنا ہم نے آپ سے سُن لیا اور جو کچھ آپ نے خدا تعالیٰ سے یاد کیا ہم نے آپ سے یاد کر لیا، آپ پر جو آیات نازل ہوئیں اُن میں یہ آیت شریفہ بھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (النساء)

اور جب اُن لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو اگر آتے آپ کے پاس اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے اور آپ بھی اُن کے لئے اللہ سے بخشش مانگتے تو یہ لوگ اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے،
روضۂ مطہرہ سے آواز آئی اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔

(جذب القلوب ص۱۹۶، خلاصۃ الوفا ص۵۱، مقام حیات ص۱۵۳)

# اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

عن عائشۃ رضی قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وانّی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی، فلما دفن عمر رضی معھم فواللہ ما دخلت الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر رضی۔

(رواہ احمد وکذا فی المشکوٰۃ ص۱۵۴، مقام حیات ص۱۸۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے چادر کھلی داخل ہو جایا کرتی تھی، مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ میرے خاوند اور میرے والد ہی تو یہاں ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم، تو میں پردے ہی سے جاتی تھی اور یہ حضرت عمرؓ سے حیاء کے باعث تھا۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کبھی ان گھروں سے جو مسجد نبوی کے ساتھ تھے کسی میخ یا کیل لگائے جانے کی آواز سنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آواز سے اذیت نہ دو۔ (شفاء السقام ص ۱۲۳)

سبحان اللہ! ام المومنین نے قیامت تک کے لئے اس بات کی وضاحت فرما دی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حیات ہیں اور دیکھتے ہیں اور یہ قبروں کی دیواریں اُن کے سامنے کوئی حجاب (پردہ) نہیں ہیں اور سنتے ہیں حتّٰی کہ ہمسائے کے مکانوں میں لگنے والے کیلوں (میخ) کی آواز بھی سنتے ہیں تبھی تو مسجد نبوی کے ہمسایوں کو میخ ٹھونکنے سے منع فرمایا۔

## حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو مسجد نبوی میں حاضر ہوتے نماز پڑھتے اور پھر روضۂ اطہر پر حاضر ہوتے اور عرض کرتے،

السّلام علیک یا رسول اللہؐ السّلام علیک یا ابا بکرؓ، السّلام علیک (اے اباجان) یا اباہ (ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۱۳۸، وفا الوفا ج ۲ ص ۴۱۲، جذب القلوب ص ۲۰۱، مؤطا امام محمد ص ۳۹۲، مقام حیات ص ۱۹۲)

اور پھر جب سفر سے واپس آتے تو اپنے گھر جانے سے پہلے پھر اُسی طرح سلام عرض کرتے،

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو میں نے دیکھا کہ وہ روضۂ اطہر پر سلام عرض کرتے تھے، میں نے ایک ایک دن میں انہیں سَو سَو دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بار روضۂ اطہر پر آتے دیکھا اور السلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے دیکھا، (منتہی المقال ص۱۷۳ مفتی صدرالدین)۔ مقام حیات ص۱۹۳

## حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

طبرانی شریف میں یہ واقعہ نقل کیا ہے جس کے راوی داؤد بن صالح ہیں۔

ایک دن مروان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا، تو اس نے ایک شخص کو روضۂ اطہر پر منہ رکھے ہُوئے دیکھا، اُس نے ان کو گردن سے پکڑ کر ہٹایا، اور کہا جانتا ہے تو کیا کر رہا ہے انہوں نے کہا، ہاں جانتا ہوں، جب مروان نے دیکھا تو وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے، آپ نے فرمایا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا ہُوں پتھروں کے پاس نہیں آیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ اُس وقت دین پر نہ رونا، جب اُس کے والی اُس کے اہل ہوں بلکہ اس وقت رونا جب کہ دین کی ولایت غیر اہل ہاتھوں میں آجائے۔

(اخرجہ الحاکم ج۴ ص۵۱۵، مقام حیات ص۱۹۵)

کتنے پیارے الفاظ ارشاد فرمائے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس آیا ہُوں، گویا کہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بیٹھا ہُوں، اور اس کی اس حرکت پر فرمایا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرمان کے مطابق اس وقت رونا چاہیئے کہ تم جیسے نااہل حکمران بن گئے۔

# حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اجل صحابی
# حضرت بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے زمانہ خلافت میں جب قحط پڑا تو بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہُوئے اور یُوں عرض کی:

یا رسول اللہ اِسْتَسْقِ اللّٰہَ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا

یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اپنی اُمّت کے لئے بارش کے پانی کی درخواست فرمائیں آپ کی امّت قحط سے ہلاک ہو رہی ہے۔

تو سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو خواب میں آکر فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاکر میرا سلام کہہ دے اور یہ بھی کہہ دے کہ بارش ہو جائے گی چنانچہ جلد ہی بارش کا نزول ہوا۔

(فتح الباری شرح بخاری، رسائل کوثری ص۳۸۱، رحمت کائنات ص۳۵۵)

# سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اجل صحابی
# حضرت عثمان بن حنیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عقیدہ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اُن کے پاس اپنے کسی ضروری کام کے لئے بار بار جاتا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (غالباً بوجہ مصروفیت) نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ ہی اس کی حاجت پوری کرتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور اُن سے

شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ وضو کی جگہ جا اور وضو کر پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ پھر کہہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۷، ابن ماجہ ص ۱۰۰، مستدرک ج ۱ ص ۳۱۳)

یا اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم جو کہ رحمتوں والے نبی ہیں کے وسیلہ سے عرض کرتا ہوں، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کی طرف میری اس حاجت کے لئے توجہ فرماویں (عرض کریں) تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے یا اللہ آپ میرے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت (سفارش) قبول فرماویں۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد وہ شخص حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور اس کی حاجت پوری فرمائی۔

اس حدیث شریف سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔

اول یہ کہ یہ طریقہ نماز قضائے حاجت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات پوری کرانے کے لئے یہ خدا تعالیٰ کا خزانہ ہے ہر مسلمان کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے

دوسری بات یہ کہ اس دعا سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس جہان سے پردہ فرمانے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ پیش کرنا سنّت صحابہ ہے کہ یہ طریقہ بتانے والے اجل صحابی ہیں۔

تیسری بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یَا مُحَمَّدُ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری اس حاجت کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ

فرماویں، یہ مسجد نبوی کا واقعہ ہے اور حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے تو اُن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اس عرض کرنے والے کی بات سنتے ہیں اور حیات ہیں اور اُس شخص کی حاجت کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سفارش فرماویں گے، سبحان اللہ قربان جائیں صحابہ کرام کے کہ قیامت تک کے لئے کتنے مسائل حل فرما دیئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ورضوا عنہ

## مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ

فرماتے ہیں کہ میں نے کئی راتیں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح گذاریں کہ سوائے میرے کوئی بھی انسان مسجد میں عبادت کے لئے نہ آتا تھا، جب شامی بدبخت مسجد میں بے ادبی کے لئے آتے تو مجھے دیکھ کر کہتے اس بوڑھے پاگل کو دیکھو، جب نماز کا وقت ہوتا نور روضہ اقدس سے اذان کی آواز آتی اور پھر اقامت بھی کہی جاتی، میں اکیلے نماز ادا کرتا۔

(وفاء الوفا ج ا صـ۱۲۴، رحمت کائنات صـ۲۶۱)

ذی الحجہ ۶۳ھ میں مشہور واقعہ جو کہ واقعہ الحرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس واقعہ میں دس ہزار سے زائد اہل مدینہ منورہ شہید کر دیئے گئے تھے اور مسجد نبوی بھی اُن شامی بدبختوں سے محفوظ نہ رہ سکی، لوگ گھروں میں نماز ادا کرتے تھے صرف یہی ایک تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں رہے۔

## حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی

مشہور کتابوں کی تحریریں:۔ ولما ھو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وسلم

حَیٌّ یُرْزَقُ مُتَمَتِّعٌ بِجَمِیْعِ الملاذ والعبادات غیر اَنَّہٗ اُحْجِبُ عَنْ اَبْصَارِ الْقَاصِرِیْنَ عن شرایف المقامات (نور الایضاح ص۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور عبادات سے آپ لذت بھی اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ اُن نگاہوں سے پردے میں ہیں جو اُن مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔

۲۔ ینبغی لِمَنْ قَصَدَ زِیَارَۃَ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکثر الصلوٰۃ علیہ فانّہ یَسْمَعُھَا وَتُبَلَّغُ اِلَیْہِ ص۲۰۵

جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے آئے اسے چاہیئے کہ کثرت سے درود شریف عرض کرے کیونکہ آپ خود سُنتے ہیں اور دُور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے

۳۔ (فانہٗ یسمعھا) ای اذا کانت بالقرب منہٗ صلی اللہ علیہ وسلم (وتبلغ الیہ) ای یبلغھا الملک اذا کان المصلی بعیدًا (طحاوی ص۲۰۵ مصر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں، جب یہ دور سے پڑھا جا رہا ہو۔

## حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے مسلک کی مشہور

کتاب طبقات شافعیہ ج ۲ ص ۲۸۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

عندنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَیٌّ یُحِسُّ وَیَعْلَمُ وَیُعْرَضُ عَلَیْہِ الْاَعْمَالُ الامۃ ویبلغ الصَّلوٰۃ وَالسَّلَامُ

ہم شافعیہ کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں احساس

شعور موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (مقام حیات ص ۱۹۸)

# حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی مشہور کتاب

الروضۃ البھیہ ص ۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابن عقیل من الحنابلۃ ھو صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہٖ یصلی

حضرت ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ (مقام حیات ص ۱۹۹)

# حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (روضۂ مطہرہ) کی زیارت کی حضرت امام کے مقلدین میں سے ابن ارشد رحمۃ اللہ علیہ اس کی یہ تشریح کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے، کہ زیارت کا لفظ عام طور پر موتٰی کے متعلق استعمال ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس وصف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غذائے حس دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔

(مقام حیات ص ۱۹۶، ۱۹۷، نور الایمان ص ۱۴، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۱۳، ۱۴۱، ۱۴۲) طبع مصر

# حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں، اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم وصال کے بعد زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اُن کی یہ زندگی شہداء کی اُس زندگی سے بہتر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ (وفاء الوفا صـ۴۱۵، تسکین الصدور)

# حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (روضۂ اطہر) میں زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(فتح الباری ج ۷، صـ۲۲، تسکین الصدور صـ۱۱۸)

# حضرت علّامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

علّامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے مجھ پر یہ بھی احسان اور انعام ہے کہ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار عالی کا حاضر باش ہوں، اکثر اوقات یُوں ہوتا ہے کہ میرے درمیان اور روضۂ اقدس کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم رہ جاتا ہے میں اپنے ہاتھ کو روضۂ اطہر پر پاتا ہوں اور اسی طرح محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کرتا ہوں جس طرح اپنے پاس بیٹھے ہوئے کے ساتھ بات کی جاتی ہے۔ {المنن الکبریٰ مطبوعہ مصر صـ۱۴۲، رحمت کائنات صـ۲۵۶}

# سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے تین رات متواتر نماز تہجد کے بعد یہ دیکھا کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم دو بدبخت انسانوں کی طرف اشارہ فرما کر یہ حکم دے رہے ہیں کہ مجھے ان دو بدبختوں سے بچاؤ اور اُن ظالموں کی شکلیں دکھائیں۔ سلطان نے تیسرے دن اپنے سعادت مند وزیر جمال الدین موصلی سے یہ واقعہ بیان کیا تو اُس نے یہ مشورہ دیا کہ یہاں اب بیٹھنا نہیں چاہیئے، بلکہ خفیہ طور پر فوراً مدینہ منورہ پہنچ کر اس صورت حال سے نمٹنا چاہیئے چنانچہ سلطان اپنے بیس ملازم اور کافی مال ساتھ لے کر سولہ دن سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچا اور حکم دیا کہ سب اہلِ مدینہ آئیں تاکہ ان کو انعام دیا جائے تمام اہل مدینہ آئے مگر جو دو شکلیں سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دکھلائی تھیں وہ نہ آئے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ دو ایسے پردیسی یہاں قیام پذیر ہیں جو رات دن عبادت میں مصروف رہتے ہیں کسی کے ہاں نہیں جاتے، آخر سلطان نے اُن کو بلوایا تو وہ وہی نکلے جن کی شکل دکھائی گئی تھی۔ سلطان خود اُن کے حجرہ میں گیا تو چٹائی کے نیچے ایک سُرنگ کو پایا جو روضۂ اطہر کے قریب پہنچ چکی تھی سلطان کے استفسار پر انہوں نے راز کھول دیا کہ وہ اندلس کے عیسائی ہیں اور عیسائی حکومت نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ جسدِ اطہر کو نکال کر لے آؤ اور ساری کارروائی جو انہوں نے کی تھی بیان کر دی، سلطان نے اُن کی گردنیں اُڑا دیں، اور پھر اُن کی لاشوں کو جلا دیا، اس کے بعد پانی تک زمین کھدوا کر سیسہ اور قلعی پگھلا کر دیوار بنا دی جو حجرہ اطہر کے اندر ہے اور جالیوں سے نظر آتی ہے۔

(وفاء الوفاء، رحمت کائنات ص ۲۶۳)

☆

# علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا عقیدہ

فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک فریادی آیا اور اس نے درخواست کی کہ آپ سلطان قائتیبائی خاں کے پاس جاکر میری سفارش کریں، آپ نے اس کو جواب میں کہا کہ اے میرے بھائی میں پچھتر دفعہ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے جاگتے اور نیند کی حالت میں بھی مشرف ہو چکا ہوں اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کی صحت کے متعلق پوچھ چکا ہوں مجھے یہ خدشہ ہے کہ اگر میں آپ کے ساتھ سلطان کے پاس سفارشی ہو کر چلا جاؤں تو اس سے ہو سکتا ہے کہ زیارت پھر مجھے نصیب نہ ہو، میں اس شرف اور بزرگی کو جو زیارت سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ کو حاصل ہے اس شرف سلطانی پر ترجیح دیتا ہوں۔ (سعادت دارین ص۴۳۷)

# حضرت سیّد احمد رفاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے لیے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روضۂ اطہر سے باہر نکالا

حضرت سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے اُمت اور اولیائے ملّت میں سے گذرے ہیں اُن کا واقعہ حضرت حکیم الامت مولٰنا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور شدت شوق میں یہ اشعار پڑھے،

فی حالۃ البعد روحی ارسلھا جب میں جناب سے دور تھا وطن میں) تو اپنی روح

تقبل الارض وھی نائبتی کو بھیج دیتا تھا اور وہ اس پاکیزہ زمین کو چوم لیا کرتی تھی،

فھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت اب تو میں اپنے بدن کے ساتھ حاضر ہوں، اس لئے از

فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی راہِ کرم اپنا ہاتھ مبارک ظاہر فرما دیں تاکہ میرے ہونٹ

بھی بوسہ لے کر شرف حاصل کرسکیں۔

فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دستِ مبارک روضۂ مبارک سے ظاہر ہوا انہوں نے دوڑ کر بوسہ دیا اور بیہوش ہو گئے اس وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے نور سے سورج بھی ماند ہو گیا تھا لکھا ہے کہ اس وقت نوہزار کا مجمع تھا، جس میں بڑے بڑے قطب اور غوث ابدال اور بزرگ بھی موجود تھے۔ (فضائل درود شریف شیخ الحدیث ص ۱۵۱، رحمت کائنات ص ۲۵۳)

## امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا مسلک اعتزال تھا، آپ کو تین مرتبہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا، اے ابو الحسن میری احادیث کی تائید کرو اس لئے کہ وہ صحیح ہیں چنانچہ ابو الحسن اشعری نے احادیث کا مطالعہ شروع کر دیا، اور بالآخر اعتزال سے تائب ہو کر اہل سنّت کا مسلک اختیار فرمایا۔

(طبقات کبریٰ ج ۱)

## حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نشر الطیب میں فرماتے ہیں؛ عطر الوردہ میں قصیدہ بردہ شریف کی برکات میں لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابو عبداللہ

شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہوگیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا تھا، انہوں نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُن کے بدن پر پھیرا، یہ فوراً شفایاب ہوگئے۔ یہ صبح اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش ملا اور اُس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سُنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا ہے، انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ، اس نے کہا کہ جس کے اوّل میں یہ ہے۔

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٖ

ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے اس قصیدہ کے لکھنے کی کسی کو اطلاع نہیں دی تھی، اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سُنا ہے جب کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو رہے تھے، سو انہوں نے یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا، اور اس واقعہ کی شہرت ہوگئی اور یہ خبر صاحب بہاؤ الدین وزیر ملک ظاہر کو پہنچی، اس نے نقل کرایا، وہ اور اس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے انہوں نے بڑے بڑے آثار اس کے اپنے دنیوی و دینی امور میں دیکھے اور سعد الدین فاروقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا، آشوب چشم میں مبتلا ہوا کہ قریب تھا کہ آنکھیں جاتی رہیں کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جاؤ اُس سے قصیدہ بردہ لے کر آنکھوں پر رکھو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور بیٹھے بیٹھے اس کو پڑھا، فی الفور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا بخش دی

اُس قصیدہ مبارکہ کے چند اشعار اس نیّت سے درج کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرماویں اور اسی نیت سے اکابرین دیوبند نے دار العلوم دیوبند کے نصاب میں قصیدہ بُردہ کو شامل فرمایا ہوا ہے۔

# منتخب اشعار قصیدہ بردہ شریف

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سردار ہیں دو جہان کے اور سردار ہیں انسانوں اور جنات کے اور سردار ہیں دو گروہ یعنی عرب اور عجم کے۔

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمٖ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کے کچھ حصہ میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ اس میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے) ایسے کمال نورانیت کے ساتھ تشریف لے گئے جیسا کہ چاند تاریکی کے پردہ میں درخشانی کے ساتھ جاتا ہے۔

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً مِّنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمٖ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت ترقی رات گذاری یہاں تک ترقی فرمائی کہ ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جس پر مقربان خداوندی سے کوئی نہیں پہنچایا گیا بلکہ اس رتبہ کا بسبب غائیت رفعت کسی نے قصد نہیں کیا تھا۔

وَقَدَّمَتْکَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ بِھَا وَالرُّسُلِ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمٖ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس میں تمام انبیاء اور رسولانِ عظام نے اپنا امام اور پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا امام اور پیشوا ہوتا ہے۔

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِھِمْ فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْہِ صَاحِبَ الْعَلَمٖ

اور منجملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات کے یہ ہے کہ آپ ساتوں آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے ایسے ہی لشکر ملائکہ میں جو بلحاظ آپ کی عظمت شان و

تالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور جس کے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِّمُسْتَبِقٍ     مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِّمُسْتَنِمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو برابر طے کرتے رہے، یہاں تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقعہ ترقی نہ رہا۔

خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ     نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئیں تو آپ نے ہر مقام انبیاء علیہم السلام کو یا ہر صاحب مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب آجاکہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا و نامور شخص کے پکارے گئے یہ ندا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تھی کہ

كَيْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ     عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُكْتَتِمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وصل حاصل ہُوا جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی اور تاکہ آپ کامیاب ہوں اُس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے۔

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ     اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے حبیب ہیں جو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برائی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ     لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے محبوب ہیں کہ جن کی شفاعت اور مدد کی امید دنیا و آخرت میں ہر مصیبت کے وقت کی جاتی ہے۔

دَعَا اِلَی اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِهٖ مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمِ ۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، انہوں نے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو اللہ کریم تک پہنچانے والی ہے۔

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ ۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن وصورت وحسنِ سیرت میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر سبقت لے گئے اللہ کریم کی طرف سے اُن سب پر جو انعامات ہوئے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ ۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ نے کوئی شریک ہی نہیں بنایا کہ جو آپ کی خوبیوں حسنِ صورت وسیرت یا اور کسی بھی بات میں ثانی ہو۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت اور بلندی شان کی کوئی حد نہیں صرف اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناؤ اس کے بعد جتنے چاہو فضائل بیان کرو۔

وَمَنْ تَکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِهَا تَجِمِ ۱ ؎

جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد پہنچ جائے اگر اسے شیر بھی نیستانوں میں ملیں تو دم بخود ہو جاتے ہیں۔

---

؎ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمندر میں کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی ایک تختہ پر بیٹھ گئے وہ تختہ بہتا بہتا ایک جنگل کے کنارے جا لگا جس میں شیر تھے ناگاہ ایک شیر آپ کی طرف آیا، آپ نے اس کو آواز دی کہ اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں یہ سُن کر وہ دم ہلاتا ہوا آپ کے پاس (باقی صفحہ ۷۹)

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمِ

تُو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کسی بھی دوست کو ایسا نہ دیکھے گا کہ آپؐ نے اس کی مدد نہ فرمائی ہو اور آپ کا کوئی ایسا مخالف نہ ہوگا جو شکستہ حال نہ ہو۔

اَحَلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی اُمت کو اسلام کی پناہ میں اُتار دیا، جس طرح شیر اپنے بچوں کے ساتھ اپنے بَن میں رہتا ہے اور بچوں کو کوئی خوف نہیں ہوتا۔

حَاشَاہُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمِ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے اس بات کا خیال کرنا بھی غلط ہے کہ آپ اپنی بخششوں کے امیدوار کو محروم رکھیں یا آپؐ کی مدد چاہنے والا محروم واپس ہو۔

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْہُ یَدًا تَرِبَتْ اِنَّ الْحَیَاءَ یُنْبِتُ الْاَزْھَارَ فِی الْاَکَمِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی فیاضی کسی محتاج کے ہاتھوں کو خالی نہ چھوڑے گی، حضورؐ کی شفاعت سے سب امت بہرہ ور ہوگی جیسا کہ بارش سب پر برستی ہے۔

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا، آپؐ کے سوا میرا کوئی نہیں جس سے میں قیامت کے ہولناک منظر سے پناہ لوں۔

وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰہِ جَاھُکَ بِیْ اِذَا الْکَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اللہ کریم حشر میں صفت منتقم میں جلوہ فرمائیں گے تو آپؐ اپنے اس گنہگار اُمتی کی شفاعت فرما دیں۔

---

(بقیہ ۷۸) آکھڑا ہوا پھر آپ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ آپ کو راستے پر ڈال دیا۔

---

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودات پر فیضان وجود اور ہر نعمت ظاہری و باطنی میں آپ واسطہ ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر علم دیا ہے کہ لوح و قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ایک حصہ ہے

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِيْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ اِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

اے عاجز بندے تو بڑے گناہوں کی بخشش سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ رحیم و کریم کی بخشش کے آگے بڑے گناہ مثل چھوٹے گناہوں کے ہیں۔

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّيْ حِيْنَ يَقْسِمُهَا تَأْتِيْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

اُمید ہے کہ جب میرا اللہ کریم اپنی رحمت کو تقسیم فرمائے گا، تو وہ رحمت گنہگاروں کے گناہوں کے موافق حصہ میں آئے گی جس کا گناہ بڑا ہوگا اس پر حصہ رحمت بھی زیادہ ہوگا،

يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِيْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِيْ غَيْرَ مُنْخَرِمِ

یا اللہ رحیم و کریم میں آپ سے اُمید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم و کرم فرمانا اور میرا نامہ اعمال مغفرت حاصل کرنے والوں سے علیحدہ نہ کرنا۔

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ اِنَّ لَهٗ صَبْرًا مَتٰى تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

اے اللہ کریم اپنے عاجز بندے پر دونوں جہان میں لطف و مہربانیاں فرمانا کیونکہ اس بیچارے کا صبر اتنا کمزور ہے کہ جب مصیبتیں اس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں تو صبر اُن کے آگے بھاگ جاتا ہے۔

وَائْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَائِمَةً عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمِ

اے میرے اللہ کریم آپ اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم فرمائیے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر موسلادھار لگاتار بارش رحمت صلوٰۃ و سلام کی برساتے رہیں۔

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبَا وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ

اے اللہ کریم تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر تیری رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک کہ بادِ صبا درخت بان کی شاخوں کو جھکاتی رہے اور اُونٹوں کو راگ سے چلانے والا اپنے نغموں سے اُونٹوں کو سرور میں لاتا رہے۔

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ اَهْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

اے اللہ کریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل اور اصحاب اور تابعین پر بھی اپنی بیشمار رحمتیں نازل فرما جو کہ پرہیز گار برگزیدہ اوصاف حلم اور کرم والے ہیں۔

ثُمَّ الرِّضٰی عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ وَّعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِالْكَرَمِ

پھر رضا حق ہو حضرت سیّدنا ابوبکر اور حضرت سیّدنا عمر اور حضرت سیّدنا علی اور حضرت سیّدنا عثمان ذی الکرم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے (تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے)۔

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا سَاَلْتُكَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

اے اللہ رحیم وکریم آپ مغفرت فرمادیجئے قصیدہ کے کہنے والے اور سننے والے کی ہیں آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اے صاحب جود اور کرم کے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

# حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ کا عقیدہ

فرماتے ہیں: برزخ صغرای چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد

واحوال ایں موطن نظر باشخاص متفاوت نہ تفاوت فاحش دارد الانبیاء یصلون فی قبورہم شنیدہ باشند (مکتوبات دفتر دوم ص۲۹ طبع لکھنؤ تسکین الصدور)

چھوٹا برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں میں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے۔ اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں آیئے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان) تو سنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں

# مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بدانکہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام متفق علیہ است میان علماء ملت وہیچ کس را خلاف نیست دراں کہ آں کامل تر وقوی تر از وجود شہداء ومقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آں معنوی اُخروی است عند اللہ وحیات انبیاء علیہم السلام حیات حسی دنیاوی است واحادیث وآثار دراں واقع شدہ الخ (مدارج النبوۃ ص۲۴۷)

کافی دلائل بیان فرمانے کے بعد محدث صاحب یہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔

"ازیں جا معلوم می شود کہ حیاۃ انبیاء علیہم السلام حیوۃ حسی دنیاوی است نہ مجرد بقائے ارواح ص۲۴۸۔

بدانکہ در حیات انبیاء علیہم السلام وثبوت ایں صفت مر ایشان را وترتیب احکام وآثار برآں ہیچ کس را از علماء اختلافی نیست ص۲۴۹ مدارج النبوۃ (شیخ عبد الحق محدث)

اچھی طرح سمجھ لو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی اتفاق شدہ ہے اس میں کسی علماء اور کسی شخص کو اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ ان کی زندگی شہداء کرام اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں سے کامل تر اور قوی تر ہے کیونکہ ان کی حیات روحانی واُخروی ہے، اور انبیاء کی زندگی حسی اور جسمانی

دنیاوی ہے۔ یہ احادیث و آثار صحابہ سے ثابت ہوگیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی زندگی حسی اور دنیاوی ہے نہ کہ صرف روحانی، کسی شخص کو علماء میں سے اس میں اختلاف نہیں ہے کہ انبیاء کی زندگی جسمانی اور دنیاوی ہے۔

# سلطان الاولیاء حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سیاہ کار کو ان فضائل کے رسائل لکھنے کے زمانہ میں بعض مرتبہ خود کو اور بعض مرتبہ بعض دوسرے احباب کو کچھ مناجات اور مبشرات بھی آئے اس رسالہ فضائل درود شریف کے لکھنے کے زمانہ میں ایک رات خواب میں یہ دیکھا کہ مجھے یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اس رسالہ میں قصیدہ ضرور لکھیو لیکن قصیدہ کی تعین نہیں معلوم ہو سکی البتہ خود اس ناکارہ کے ذہن میں خواب میں ہی یا جاگتے وقت دو خوابوں کے درمیان میں اس لئے کہ اُسی وقت دوبارہ بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا یہ خیال آیا کہ اس کا مصداق مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ نعت ہے جو یوسف زلیخا کے شروع میں ہے۔

جب اس ناکارہ کی عمر تقریباً دس گیارہ سال کی تھی گنگوہ میں اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کتاب پڑھی تھی، اس وقت اُن کی زبانی اس کے متعلق ایک قصہ بھی سنا تھا کہ مولانا جامی نور اللہ مرقدہٗ و اعلی اللہ مراتبہٗ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اُن کا ارادہ یہ تھا کہ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے جب حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں اُن کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کر دی مگر اُن پر جذب وشوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھُپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے امیر مکّہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ آرہا ہے، اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور اُن کو راستہ سے پکڑ کر بلایا، اُن پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا، اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے اگر ایسا ہوا تو قبر (روضۂ اقدس) سے مصافحہ کے لئے ہاتھ نکلے گا، جس میں فتنہ ہوگا، اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا، اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا، اس قصہ کے سُننے میں یا یاد میں تو اس ناکارہ کو تردد نہیں لیکن اس وقت اپنے ضعف بینائی اور امراض کی وجہ سے مراجعت کتب سے معذوری ہے۔ ناظرین میں سے کسی کو کسی کتاب میں اس کا حوالہ اس ناکارہ کی زندگی میں ملے تو اس ناکارہ کو بھی مطلع فرمادیں اور مرنے کے بعد اگر ملے تو حاشیہ میں اضافہ فرمادیں (فضائل درود شریف از مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ)

مثنوی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ معہ ترجمہ حضرت مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے، اے رسول خدا نگاہ کرم فرمائیے اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔

نہ آخر رحمت اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یقیناً رحمت اللعالمین ہیں ہم حرماں نصیبوں اور ناکاموں نے قسمت سے آپ کیسے

تغافل فرما سکتے ہیں۔

زخاک اے لالۂ سیراب برخیز چوں نرگس خواب چند از خواب برخیز

اے لالۂ خوش رنگ اپنی شادابی وسیرابی سے عالم کو مستفید فرمایئے اور خواب نرگسیں سے بیدار ہو کر ہم محتاجان ہدایت کے قلوب کو منور فرمایئے۔

بروں آور سر از بُردیمانی کہ روئے تست صبح زندگانی

اپنے سر مبارک کو یمنی چادروں کے کفن سے باہر نکالئے کیونکہ آپ کا روئے انور صبح زندگانی ہے

شب اندوہ مارا روز گرداں! زرویت روز ماں فیروز گرداں

ہماری غمناک رات کو دن بنا دیجئے اور اپنے جمال جہاں آرا سے ہمارے دن کو فیروزمندی وکامیابی عطا کر دیجئے۔

برتن در پوش عنبر بوئے جامہ بسر بر بند کافوری عمامہ

جسم اطہر پر حسب عادت عنبر بیز لباس آراستہ فرمایئے اور سفید کافوری عمامہ زیب سر فرمایئے۔

فرود آویز از سر گیسواں را فگن سایہ بپا سرو رواں را،

اپنی عنبر بار ومشکیں زلفوں کو سر مبارک سے لٹکا دیجئے تاکہ ان کا سایہ آپ کے بابرکت قدموں پر پڑے کیونکہ مشہور ہے کہ قامت اطہر وجسم اطہر کا سایہ نہ تھا، لہٰذا گیسوئے شبگوں کا سایہ ڈالئے۔

ادیم طائفی نعلین پا کُن شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

حسب دستور طائف کے مشہور چمڑے کی مبارک نعلین (پاپوش) پہنیئے اور اُن کے تسمے اور پیٹیاں ہمارے رشتۂ جاں سے بنایئے۔

جہانے دیدہ کردہ فرش رہ اند چو فرش اقبال پابوس تو خواہند

تمام عالم اپنے دیدہ ودل کو فرش راہ کئے ہُوئے اور بچھائے ہوئے ہے اور فرش زمین کی طرح آپ صلّی

اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے۔

ز حجرہ پائے در صحن حرم نہ بفرق خاک رہ بوساں قدم نہ

حجرہ شریف یعنی گنبد خضرا سے باہر آکر صحن حرم میں تشریف رکھیئے راہ مبارک کے خاک بوسوں کے سر پر قدم مبارک رکھیئے۔

بدہ دستی ز پا افتادگاں را، بکن دلداریئے دل دادگاں را!

عاجزوں کی دستگیری، بے کسوں کی مدد فرمایئے اور مخلص عشاق کی دلجوئی و دلداری کیجئے۔

اگرچہ غرق دریائے گناہیم فتادہ خشک لب برخاک راہیم

اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں از سرتا پا غرق ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہِ مبارک پر تشنہ و خشک لب پڑے ہیں۔

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی برحال لب خشکاں نگاہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابرِ رحمت ہیں شایانِ شان گرامی ہے کہ پیاسوں اور تشنہ لبوں پر ایک نگاہ کرم بار ڈالی جائے۔

خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم بدیدہ گرد از کویت کشیدیم

ہمارے لئے کیسا اچھا وقت ہوتا کہ ہم گرد راہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں پہنچ جاتے اور آنکھوں میں آپؐ کے کوچہ مبارک کی خاک کا سُرمہ لگاتے،

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم خاک در رسولؐ کا سُرمہ لگائیں ہم

بمسجد سجدۂ شکرانہ کردیم چراغت را زجاں پروانہ کردیم

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دوگانہ شکر ادا کرتے سجدۂ شکر بجالاتے، روضۂ اقدس کی شمع روشن کا اپنی جان حزیں کو پروانہ بناتے،

بگمہ در روضہ ات گشتیم گستاخ دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر اور گنبدِ خضرا کے اس حال میں مستانہ اور بے تابانہ چکّر لگاتے کہ دل صدہائے عشق اور وفورِ شوق سے پاش پاش اور چھلنی چھلنی ہوتا۔

زدیم از اشک ابر چشم بے خواب حریم آستاں روضہ ات آب

حریم قدس اور روضۂ پرنور کے آستانۂ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔

گہے رفتیم زاں ساحت غبارے گہے چیدیم زو خاشاک و خارے

کبھی صحن حرم میں جھاڑو دے کر گرد و غبار کو صاف کرنے کا فخر اور کبھی وہاں کے خس و خاشاک کو دور کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔

ازاں نورے سواد دیدہ دادیم وزیں بر ریش دل مرہم نہادیم

گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر ہم اس سے مردمک چشم کے لئے سامان روشنی مہیا کرتے اور گو خس و خاشاک زخموں کے لئے مضر ہے مگر ہم اس کو جراحتِ دل کے لئے مرہم بناتے۔

بسوئے منبرت رہ بر گرفتیم زچہرہ پایہ اش در زر گرفتیم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اُس کے پائے مبارک کو اپنے عاشقانہ زرد چہرہ سے مل مل کر زریں وطلائی بناتے۔

زمحرابت بسجدہ کام جستیم قدم گاہت بخوں دیدہ شستیم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلائے مبارک و محراب شریف میں نمازیں پڑھ پڑھ کر تمنائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور مصلے میں جس جائے مقدس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے تھے اس کو شوق کے اشک خونیں سے دھوتے۔

بپائے ہر ستون قد راست کردیم  مقام راستاں درخواست کردیم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مسجد اطہر کے ہر ستون کے پاس ادب سے سیدھے کھڑے ہوتے اور صدیقین کے مرتبہ کی درخواست و دعا کرتے۔

زداغ آرزویت با دل خوش  زدیم از دل بہر قندیل آتش!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل آویز تمناؤں کے زخموں اور دل نشین آرزوؤں کے داغوں سے (جو ہمارے دل میں ہیں) انتہائی مسرت کے ساتھ ہر قندیل کو روشن کرتے۔

کنوں گرتن نہ خاک آں حریم ست  بحمد اللہ کہ جاں آنجاں مقیم است

اب اگرچہ میرا جسم اس حریم انور و شبستان اطہر میں نہیں ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ روح وہیں ہے

بخود درماندہ ام نفس خود رائے  ببیں درماندہ چنیدیں بہ بخشائے

میں اپنے خود بیں و خود رائے نفس امّارہ سے عاجز آچکا ہوں، ایسے عاجز و بیکس کی جانب التفات فرمایئے اور بخشش کی نظر ڈالئے۔

اگر نہ بود چو لطفت دست یارے  زدست ما نیاید، ہیچ کارے

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف کریمانہ کی مدد شامل حال نہ ہوگی تو ہم عضوِ معطل و مفلوج ہو جائیں گے اور ہم سے کوئی کام انجام نہ پا سکے گا۔

قضا می افگند از راہِ مارا  خدا را از خدا درخواہ مارا

ہماری بدبختی ہمیں صراطِ مستقیم و راہ خدا سے بھٹکا رہی ہے خدارا ہمارے لئے خداوند قدوس سے دعا فرمایئے۔

کہ بخشد از یقیں اوّل حیاتے  دہد آنکہ بکار دین ثباتے

یہ دعا فرمایئے کہ خداوند قدوس اولاً ہم کو پختہ یقین اور کامل اعتقاد کی عظیم الشان زندگی بخشے اور پھر

احکام دین میں مکمل استقلال اور پوری ثابت قدمی عطا فرمائیے۔

چو ہول روز رستاخیز خیزد بآتش آبروئے ما نہ ریزد!

جب قیامت کی حشر خیزیاں اور اس کی زبردست ہولناکیاں پیش آئیں تو مالک یوم الدین، رحمٰن و رحیم ہم کو دوزخ سے بچا کر ہماری عزت بچائیے۔

کند با ایں ہمہ گمراہیٔ ما ترا اذن شفاعت خواہی ما!

اور ہماری غلط روی اور صغیرہ کبیرہ گناہوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری شفاعت کے لئے اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ بغیر آپ کی اجازت کے شفاعت نہ فرمائیں گے۔

چو چوگاں سرفگندہ آوری روے بمیدان شفاعت اُمّتی گوے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گناہوں کی شرم سے آپ سر خمیدہ چوگان کی طرح میدان شفاعت میں سر جھکا کر نفسی نفسی نہیں بلکہ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرماتے ہوئے تشریف لائیں گے۔

بحسن اہتمامت کار جامی طفیل دیگراں یابد تمامی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اہتمام اور سعی وجمیل سے دوسرے مقبول بندگان خدا کے صدقہ میں جامی کا کام بھی بن جائے گا۔ (فضائل درود شریف از شیخ الحدیث ص ۱۲۳)

# حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے مشاہدات وعقائد

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسی عظیم شخصیت ہیں جن کے متعلق سلطان الاولیاء حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بقول حضرت مولٰنا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ یہ ارشاد مبارک فرمایا، مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ساری دُنیا کی سیر مثل

کف دست (جیسے کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں) کرائی میں نے اپنے زمانے میں شاہ ولی اللہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (الفرقان ولی اللہ نمبر، رحمت کائنات ص۲۴۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے یہ نعمت بھی عطا فرمائی کہ مجھے ۱۱۴۳ھ میں حج بیت اللہ اور زیارت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق دی اور سب سے بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے ساتھ۔ (مقدمہ فیوض الحرمین)

اور میں نے دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر اُمور میں اسی صورت جس میں آپ تھے بار بار، باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں جسمانیت میں صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھوں، مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا اور یہی بات جو فرمایا آپ نے کہ انبیاء کرام نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبور میں اور وہ زندہ ہیں اور جو جو فرمایا ہے۔

اور جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا، تب ہی مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمایا اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمت اللعلمین ہیں۔ مسلم (ھم) مجھ کو سالک بنایا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ نے تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلا کسی واسطہ کے۔

(مشاہدہ ص۱۷، فیوض الحرمین، رحمت کائنات ص۲۴۵)

اور فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ نے میرے والد نے مجھ سے فرمایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے اس کے بعد شفا

کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک سے دو بال مرحمت فرمائے مجھے اسی وقت صحت ہو گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں تھے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ان دو بالوں میں سے ایک مجھے مرحمت فرمایا تھا۔ (فضائل درود شریف، حضرت مولٰنا محمد زکریاؒ، رحمت کائنات ص۲۶۶)

تمام اکابرین و بانیان دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولٰنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی حضرت مولانا ذوالفقار علی والد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہما، ان تمام اکابرین کے پیر و مرشد سراج الاولیاء شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

## حضور محبت بھری عرض

چہرہ سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

چھپیں خجلت سے جا کر پردہ مغرب میں ماہ و خور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشائش
کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علم ہو جائے گا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہوا ہوں نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بہت رسوا
میرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو، ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مشرف کر کے مجھ کو کلمہ طیب سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھنسا ہوں بیطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(حوالہ کلیات امدادیہ، گلزار معرفت ص ۲۰۵)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بفضلہ تعالیٰ اس جوار پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے اور شرف جواب صلوٰۃ وسلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ (امداد المشتاق ص ۱۲)

## حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں: قبر کے پاس انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ج ۱، ص ۱۰۰)

اور فرماتے ہیں جن الفاظ میں شبہ ہو، وہم ہو کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان،

میں بے ادبی ہے وہ باعثِ ایذا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آخر میں فرمایا بس ان کلمات کفر لکھنے والے کو سختی سے منع کرنا چاہیئے اگر قدرت ہو، اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، اور فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر اُن سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۰-۵۳-۵۷) بارگاہ رسالت صفحہ ۱۸

# حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا عقیدہ

فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہ السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔ (لطائف قاسمیہ صفحہ ۳)

حضرت نے آب حیات کے نام سے ایک کتاب حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی ہے جو مشہور و معروف ہے آپ حج کو جاتے ہوئے پنجلاسہ ضلع انبالہ کے ایک باکمال بزرگ راؤ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے تشریف لے گئے اور اُن سے دُعا کے لئے عرض کیا اس پر اُن بزرگوں نے فرمایا کہ بھائی میں تمہارے لئے کیا دُعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بخاری پڑھتے دیکھا ہے (ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۹۳)

آپ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں قصیدے بھی لکھے ہیں، جو عقائد قاسمی کے نام سے مشہور ہیں اُس میں فرماتے ہیں۔

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اُس کی ﷺ کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

گرفت ہو تو تیرے اک بندہ ہوتے ہیں
جو ہو سکے تو خدائی کا اک تیری انکار

بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

جو انبیاء علیہ السلام ہیں وہ آگئے تیری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اقرار

لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو ابوالبشر کے خدا
اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

نومبر ۱۹۵۷ء کے ماہنامہ دار العلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت گزیں سے تعبیر فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات جسمانی کو عوام وخواص کا اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہوئے ایک گراں قدر کتاب آبِ حیات تصنیف فرمائی ہے مقام حیرت وحسرت ہے کہ آج بعض اہل علم حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجماعی عقیدہ سے انحراف کر رہے ہیں الخ حالانکہ یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وجود پاک کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں جس طرح دنیا میں تشریف فرما تھے۔ (ماہنامہ دار العلوم دیوبند نومبر ۵۷ء)

# حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

آپ نے اپنی کتاب نشر الطیب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم برزخ میں تشریف رکھنے کے متعلق ایک مستقل فصل قائم کی ہے وہ حرف بحرف تحریر ہے۔

پہلی روایت: ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی

دن ایسا نہیں گذرا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ (کذا فی المواہب)

**دوسری روایت:** مشکوٰۃ میں ابو الدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھا سکے، پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

ف: پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا، اور رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہداء کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام میں اُن سے اکمل و اقویٰ ہے۔

**تیسری روایت:** بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (کذا فی المواہب)

ف: یہ نماز پڑھنا تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اُس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے یعنی بذریعہ فرشتوں کے جیسا کہ مشکوٰۃ میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیاحت کرنے والے مقرر ہیں کہ میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

**چوتھی روایت**: مشکوٰۃ میں نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا، جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کا احاطہ نہ کر لیتے ہوں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے (۷۰ ہزار) فرشتے اسی طرح اور اُترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین قبر مبارک کی شق ہوگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ وہ آپ کو رے چلیں گے روایت کیا اس کو دارمی نے۔

ف: اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شرف عظیم برزخ میں ظاہر ہے۔

**پانچویں روایت**: مشکوٰۃ میں ابوداؤد و بیہقی سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ف: اس سے حیات میں شبہ نہ کیا جائے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت وجبروت میں (مشاہدہ الٰہی میں) مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزولِ وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں اس کو رَدّ سے تعبیر فرما دیا۔ (کذافی المواہب)

**تلخیص**: مجموعہ روایت سے علاوہ فضیلت حیات واکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا (۲) نماز پڑھنا (۳) غذا مناسب اس عالم کے نوش فرمانا۔

④ سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دُور سے بذریعہ ملائکہ، سلام کا جواب دینا یہ تو دائمًا ثابت ہے اور احیانًا بعض اُمّت سے یقظہ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالت رویا و کشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نہ کیا جائے کیونکہ روح کو برزخ میں پھر خصوصًا روح مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت وُسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے اُمور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیانًا کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جائے۔

# من الروض

تَاللهِ اُقْسِمُ مَا وَافَاكَ مُنْكَسِرٌ　اِلَّا وَاَصْبَحَ مِنْهُ الْكَسْرُ يَنْجَبِرُ

میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لئے عرض کرنے کو) نہیں پہنچا مگر اس کی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپؐ نے سُن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا)

وَلَا احْتَمٰى بِحِمَاكَ الْمُحْتَمِيْ فَزَعًا　اِلَّا وَعَادَ بِاَمْنٍ مَالَهٗ خَضَرٌ

اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپ کے دربار میں پناہ لی مگر کہ امن و امان کے ساتھ واپس ہُوا، اس حالت سے کہ اس کو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جانے میں ہوتی ہے)

وَلَا اَتَاكَ فَقِيْرُ الْحَالِ ذُوْ اَمَلٍ　اِلَّا وَفَاضَ مِنَ الْاِثْرِ لَهٗ نَهَرٌ

اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لئے عرض کرنے کو) حاضر ہوا مگر کہ اس کے نشانِ قدم ہی سے اس کے لئے نہر تکمیل حوائج کی جاری ہوگئی اس طرح سے کہ حیاتِ برزخیہ

کے سبب آپ نے سُن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا،

وَلَا اَتَاکَ امْرُءٌ مِنْ ذَنْبِہٖ وَجِلٌ اِلَّا وَعَادَ بِعَفْوٍ وَّھُوَ مُغْتَفَرٌ

اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف) پر کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا دعائے مغفرت کے لئے عرض کرنے کو آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا گیا (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سُن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا،

وَلَا دَعَاکَ لَھِیْفٌ عِنْدَ نَازِلَۃٍ اِلَّا وَلَبَّاہُ مِنْکَ الْعَوْنُ وَالْیُسُرُ

اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کے وقت آپ کو (مزار پر حاضر ہو کر دعا کے لئے) پکارا مگر آپ کی جانب سے عون اور آسانی نے اس کو جواب دیا (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سُن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۱۲ منہ (نشر الطیب ص ۲۴۸ تا ص ۲۵۰) نشر

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

الطیب لکھنے کے وقت تھانہ بھون کے اردگرد طاعون پھیلا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی برکت سے اس قصبہ کو طاعون سے محفوظ رکھا۔ اس کتاب میں حضرت نے ایک رسالہ بنام "شیم الحبیب" مصنفہ مولٰنا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ شامل فرمایا اور اس رسالہ کے متعلق حضرت نشر الطیب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی وجازت وبلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اس کو تبرکاً اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جائے، بلکہ اپنے رسالہ کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جائے۔ تو ہم نے بھی اس رسالہ کو کتاب ہذا کے ساتھ آخر میں شامل کر دیا ہے یہ رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل پر ہے اور اس رسالہ کے آخری اشعار جو کہ نشر الطیب کے ص ۱۹۴ پر ہیں جن کا ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے

۱۳۲۸ھ میں خود ہی فرمایا۔ عربی عبارت معہ حضرت کے ترجمہ سے درج ذیل ہے۔

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ
دستگیری کیجئے میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کشمکش میں۔ تم ہی ہو میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

لَیْسَ لِیْ مَلْجَأٌ سِوَاکَ اَغِثْ مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ
جز تمہارے (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غَشَّنِی الدَّھْرُ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ
ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) زمانہ ہے خلاف اے میرے مولا (صلی اللہ علیہ وسلم) خبر لیجئے میری

لَیْسَ لِیْ طَاعَۃٌ وَّلَا عَمَلٌ بَیْدَ حُبِّیْکَ فَھُوَ لِیْ عُدَدِیْ
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس ہے مگر دل میں محبت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

یَا رَسُوْلَ الْاِلٰہِ بَابُکَ لِیْ مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِیْ
میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جُدْ بِلُقْیَاکَ فِی الْمَنَامِ وَکُنْ سَاتِرًا لِلذُّنُوْبِ وَالْفَنَدِ
خواب میں چہرہ دکھا دیجئے (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اور میرے عیبوں کو کر دیجئے خفی

اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللّٰہِ وَمُقِیْلُ الْعِثَارِ وَالَّلدَدِ
درگذر کرنا خطاؤ عیب سے سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

رَحْمَۃٌ لِّلْعِبَادِ قَاطِبَۃً بَلْ خُصُوْصًا لِکُلِّ ذِیْ اَوَدٖ
سب خلائق کے لئے رحمت ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرْبَ طَیْبَتِکُمْ فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاکَ قَدِیْ
کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

فَاُصَلِّیْ عَلَیْکَ بِالتَّسْلِیْمِ　　مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَۃِ الصَّمَدِیْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں ہوں بے انتہا　　حضرت حق کی طرف سے دائمی

بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْاَنْفَاسِ　　وَالنَّبَاتِ الْکَثِیْرِ مُنْتَضِدِیْ

جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس　　اور بھی ہے جس قدر روئیدگی

وَعَلَی الْاٰلِ کُلِّھِمْ اَبَدًا　　بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَھَی الْاَمَدِ

اور تمہاری آل پر اصحاب پر (صلے اللہ علیہ وسلم)　　تا بقائے عمر دار اُخروی

(نشر الطیب ص ۱۹۵)

# فخر المحدثین حضرت مولٰنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں: یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسے کہ سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں (بذل المجہود ج ۲ ص ۱۱۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی، آواز نکالنا تو کیا مواجہہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے خوفزدہ مودبانہ، دبے پاؤں آتے اور مجرم وقیدی کی طرح دور کھڑے بکمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں، لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیئے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۶)

# حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

نبیّ اللہ حیٌّ یرزق واحیاءٌ فی قبورھم یصلّون (تحیۃ الاسلام ص۳۶)

اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی ملتا ہے اور یہ کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

حضرت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں بہت سے عربی اور فارسی قصیدے لکھے ہیں اور ابتدائی زمانہ میں اردو اشعار بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں حضرت کا حضور کے ساتھ والہانہ عشق و محبّت کا اظہار ہے۔ فرماتے ہیں۔

الغرض از جملہ عالم مصطفےٰ مجتبےٰ خاتم دورِ نبوّت تا قیامت بے مرا
افضل و اکمل ز جملہ انبیاء نزد خدا نعت او صاف کمال او فزوں تر از عدید
تا صبا گلگشت گیہاں کردہ می باشد مدام بوئے گل بر دوش وے گرد بعالم صبح و شام
باد بروے از خدائے وے درود و ہم سلام نیز بر اصحاب و آل و جملہ اخیار عبید
وز جناب وے رضا بر اغفران مستہام خاصہ آن احقر کہ افقر ہست از جملہ انام
مستغیث ست الغیاث اے سرور عالی مقام
در صلہ از بارگاہت در نشید ایں قصید

(انوار انوری ص۱۲)

شاہِ جانباز اگر ہمارا ہے کیا ہے غم جب کہ وہ سہارا ہے
گر وہ نہیں تو کچھ نہیں میرا وہ اگر ہے تو میرا سارا ہے

وصف تیری زباں کی زینت ہے بزم کو اس نے کیا سنوارا ہے

دونوں جگ میں ہے وہ باآسانی جس کے اوپر تیری مدارا ہے

اپنے در سے نہ کھید آلود کو حلقہ در گوش جب تمہارا ہے

(ماہنامہ قائد مراد آباد، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

# شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں کہ ایک روز اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا اس میں ایک مصرعہ تھا

ہاں اے حبیب رُخ سے اٹھا دو حجاب کو

یہ اُس وقت بہت بھلا معلوم ہوا، میں مسجد شریف میں حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں بعد ادائے آداب و کلمات مشروعہ انہیں الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں لانا شروع کیا، دیر تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا حائل نہیں ہے اور آپ کرسی پر سامنے تشریف فرما ہیں، آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے۔ (سوانح حضرت مدنی ص۰۱۔

۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا داہنا حصہ سُن ہو گیا، ڈاکٹروں نے کہا، یہ فالج کا اثر ہے آپ کو بڑا صدمہ ہوا، دوسرے یوم آپ نے فرمایا کہ آج رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ کو آپ کی زیارت ہوئی اور آپ نے داہنے ہاتھ پر دعا پڑھی اور دم فرمایا اور فرمایا کہ حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں ہم صرف تمہاری عیادت کو آئے ہیں' چنانچہ حضرت بفضلہ تعالیٰ تندرست ہو گئے۔ (الصدیق بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام)

حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد مالیر کوٹلہ والے بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ گیا تو

مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سنا کہ اس سال روضۂ اطہر سے عجیب کرامات کا ظہور ہوا ہے ایک نوجوان نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو دربارِ رسالت سے وعلیک السّلام کے پیارے الفاظ سے اُس کو جواب ملا سمجھے یہ ہندی نوجوان کون تھا یہ تمہارے استاذ مولانا سید حسین احمد مدنی تھے۔ (الجمعیتہ شیخ الاسلام نمبر)

آپ آخری بار ۱۳۷۴ھ میں جب زیارت بیت اللہ شریف وزیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تشریف لے گئے تو محمدی جہاز میں آپ نے ایک تقریر فرمائی، جس کا ایک ایک جملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق ومحبّت سے لبریز ہے۔ فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جا رہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز وانکسار اختیار کرو، جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے رہیئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے۔ اس راہِ عشق کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام امت کے لئے رحمت ہیں آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم حاضر ہوئے ہیں ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا فرمائیے، شفاعت فرمائیے۔ پھر جناب باری سبحانہٗ کے گھر کی طرف لوٹا جائے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔

اپنے ایک مرید کو خط کے جواب میں لکھتے ہیں۔ بارگاہِ نبوت سے استفادہ کرنا سوء ادب کیوں ہوگا، بارگاہ میں حاضر ہو کر بعد ادائے صلوٰۃ وسلام مذکورہ درود شریف کی کثرت بصیغہ خطاب زیادہ مفید ہے اس کے استفادہ کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مراقبہ ذاتِ الٰہیہ میں مشغول رہیں جو کچھ فیوض پہنچنے والے ہیں پہنچتے رہیں گے اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں، حاضری روضۂ مبارک کے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی، جاننے والی غایت جمال و جلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے اور جملہ طرق وادب کا لحاظ رکھا جائے جو لوگ مقصر آداب وسنن ہوں، ان کی تحقیر وتوہین کی طرف خیال نہ کیا جائے اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلاضرورت شدید توجہ کی جائے، فضول باتوں اور لوگوں کی مجالس میں بلاضرورت حاضری سے گریز کیا جائے، اوقات کو درود شریف، ذکر، مراقبہ، قرآت قرآن، نوافل سے معمور رکھا جائے۔

(ارشادات ص ۱۰۲)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے اکابر کے نظریات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں ہمارے حضرات اکابر کے اقوال وعقائد کو ملاحظہ فرمایئے

یہ جملہ حضرات ذات حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی، ان سب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اس طرح پر واقعہ ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں

آئینوں میں۔ غرض کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیاں ہے یہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک اور اوّل ما خلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیاء وغیرہ کے ہیں۔ (ارشادات ص۸۵)

یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو باوجود افضل الخلائق و خاتم النبیین ماننے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہو یا عملی، نبوت ہو یا رسالت، صدیقیت ہو یا شہادت علم ہو یا مروّت، فتوت ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ اولاً بالذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات جناب باری عزوشانہٗ کی جانب سے متصف کی گئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا (الشہاب ثاقب ص۵۴)

ایک مرتبہ درس بخاری شریف میں ارشاد فرمایا کہ ایک حاجی صاحب مدینہ منورہ پہنچے اور یہ کہہ دیا کہ مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہوتا ہے۔ رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ارشاد مبارک فرمایا کہ جب مدینہ کا دہی کھٹا ہے، تو آپ یہاں کیوں تشریف لائے۔ یہاں سے چلے جاؤ۔

یہ صاحب جب بیدار ہوئے تو بہت گھبرائے، لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے کہ اب کیا کروں، کسی صاحب نے فرمایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر جا کر دعا کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے چنانچہ یہ صاحب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر گئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں رات کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا، مدینہ منورہ سے چلے جاؤ ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔ اس کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، کہ

مدینہ منورہ کی چیزوں میں ہرگز عیب نہ نکالنا چاہیئے بلکہ وہاں کی مصیبتوں کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیئے۔ مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام کرنا چاہیئے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہیئے۔ (انفاس قدسیہ ص۲۵۹، بارگاہ رسالت ص۳۷)

# حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی ملتا ہے (فتح الملہم ج۱ ص۳۳)

اور فرماتے ہیں۔ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف (روضۂ مطہرہ) میں اذان و اقامت سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم ج۳ ص۴۱۹، تسکین الصدور ص۱۲۶)

# حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند کا عقیدہ

فرماتے ہیں مسئلہ زیر بحث میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں، فتاوٰی، مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے۔ کیونکہ دیوبندیت کی موجودہ جماعتی تشکیل قیام دار العلوم دیوبند سے شروع ہوتی ہے جس کی ابتدا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ان کے دو جلیل القدر خلفاء حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ تعالٰی عنہم سے ہوئی، ان تینوں کا مسلک بھی حیات دنیوی ہے (کہ اُس عالم برزخ کی حیات اُس جسد اطہر کے ساتھ ہے جو اس دنیا میں تھا) پھر آخر الذکر

دو بزرگوں کے تلامذہ مثل حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رح، حضرت مولانا احمد حسن امروہی رح، حضرت مولٰنا خلیل احمد سہارنپوری رح، حضرت مولٰنا محمد اشرف علی تھانوی رح، حضرت مولٰنا حافظ محمد احمد رح مہتمم دار العلوم دیوبند، حضرت مولٰنا حبیب الرحمٰن عثمانی رح، حضرت مولٰنا مفتی عزیز الرحمٰن رح مفتی اعظم دیوبند وغیرہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک تھا جو اُن کے مطبوعہ فتاوٰی و مقالات میں محفوظ ہے، پھر ان اکابر کے تلامذہ مثل حضرت مولٰنا حسین احمد مدنی رح، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رح دہلوی، حضرت مولٰنا مرتضٰی حسن رح، حضرت مولٰنا شبیر احمد عثمانی اور دوسرے اساتذہ دار العلوم دیوبند وغیرہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ یہی حضرات دیوبندیت کے اساطین کہلاتے ہیں۔ اس لئے دیوبندیت تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حیات دنیوی ہی ہے۔ جو برزخ میں قائم ہے۔

(الصدیق ملتان شمارہ ۳۰، ماہ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ بحوالہ مقام حیات ص ۲۵۵)

اور پھر فرماتے ہیں: احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند وغیرہ میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بجسد عنصری زندہ ہیں جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (مقام حیات ص ۲۵۵)

# متفقہ عقیدہ علماءِ دیوبند اور تصدیقات علماءِ حرمین شریفین

۱۸۵۷ء کا دور مسلمانوں کے لئے پسپائی اور عام مایوسی کا دور تھا، دہلی کے تاج و تخت پر انگریز قابض ہو چکے تھے، مسلمانوں کی عسکری قوت مفلوج ہو گئی اور اسلامی مدارس کے اوقاف ضبط کر کے اُن کا نظام تعلیم درہم برہم کر دیا گیا تھا، ان حالات میں حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی علوم وشعائر کی حفاظت اور مسلمانوں میں جوش جہاد اور جذبۂ آزادی پیدا کرنے کے لئے دینی ادارہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا۔ قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء کرام واولیاء عظام کے تعاون سے ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۷ء) میں دیوبند میں دارالعلوم کے نام سے اسلامی مدرسہ قائم کیا، جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام کے ایک مضبوط قلعہ اور چھاؤنی کی حیثیت اختیار کرلی اس مدرسہ نے ہزاروں مفسر، محدّث اور مجاہد پیدا کئے جنہوں نے ہندوستان اور پوری دُنیا میں پھیل کر علوم نبویہ کی قندیلیں روشن کیں اور ہر محاذ پر اسلام دشمن قوتوں کا پوری ہمت اور پامردی سے مقابلہ کیا۔

اسلام کے چالاک اور عیّار دشمن انگریز نے اس مدرسہ کے ہاتھوں اپنی جڑیں کھوکھلی ہوتی دیکھیں تو اس کے خلاف تمام حربے استعمال کرنے شروع کئے۔ جن میں ایک خطرناک حربہ یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور مسلمانوں کو اس عظیم مدرسہ سے متنفر کیا جائے چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے علماء نفس پرست کی خدمات حاصل کی گئیں اور اُن میں بعض کی علانیہ جن میں مرزا غلام احمد قادیانی[1] اور اس کے حواری ہیں سرپرستی

[1] مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تصنیف تحفۂ قیصریہ ص۱۶ پر لکھتا ہے کہ میرے دادا مرزا غلام مرتضےٰ دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریز کے ایسے خیرخواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔ میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکار میں مصروف رہا (ستارہ قیصرہ ص۴) میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور (باقی ص۱۰۹)

کی گئی اور جھوٹی نبوت کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا اور بعض کی درپردہ خدمت کی گئی اور ان کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ علماء دیوبند پر گستاخ اور بے ادب اور وہابی ہونے کا الزام لگائیں، چنانچہ اُن نفس پرست لوگوں نے اکابرین دیوبند کے خلاف ایک غلط اور گمراہ کن فتوی پر دہوکہ دہی اور کذب بیانی سے حرمین شریفین کے علماء کی تصدیقات حاصل کرلیں اور ۱۳۲۵ھ میں وہ فتوای ہندوستان میں شائع کر دیا۔

اُن ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں تھے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں درس دیا کرتے تھے اُن کو جب اس کارروائی کا علم ہوا، تو انہوں نے صحیح حقیقت حال سے علماء حرمین شریفین کو مطلع کیا تو ان حضرات نے اپنی طرف سے چھبیس ۲۶ سوالات تحریر کرکے اکابرین دیوبند کو جواب لکھنے کے لئے بھیجے، اس وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما وصال فرما چکے تھے تو علماء حرمین شریفین کے سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے فصیح عربی زبان میں تحریر فرمائے، اس وقت کے تمام جید علماء دیوبند حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری حضرت مولانا حافظ محمد احمد نانوتوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مفتی اعظم دار العلوم دیوبند، اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما نے تصدیقات فرمائیں، اور جوابات علماء حرمین شریفین کو بھیج دیئے، علماء حرمین شریفین ان جوابات کو دیکھ کر بہت ہی متاثر

(بقیہ ص ۱۰۸) اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں اُن سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۲۵) انگریز ملکہ قیصر ہند کے نام اپنے ایک خط میں لکھا ہے سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے (ستارہ قیصرہ ص ۸)

ہوئے اور انہوں نے تصدیقات فرمائیں اور یہ تحریر فرمایا کہ یہ عقائد صحیح ہیں ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے نہ بدعتی اور نہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہوگا بلکہ صحیح اہل سنّت کا مسلک یہی ہے۔

جب علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین کی تصدیقات وصول ہوگئیں تو انہوں نے اس کو کتابی شکل میں المہند علی المفند کے نام سے شائع کردیا، اس رسالہ میں چھبیس سوالات کی روشنی میں اکابرین دیوبند کے عقائد حق کی تشریح اور وضاحت کی گئی ہے جس سے علماء دیوبند کا صحیح حقیقی مسلک واضح ہوجاتا ہے گویا کہ المہند اکابرین دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جو قیامت تک قائم رہے گی انشاءاللہ تعالیٰ اس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کرلیا گیا ہے۔

اس کتاب کا پانچواں سوال یہ ہے۔

"کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔"

**جواب:** ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کے ساتھ (برزخی نہیں ہے جو کہ حاصل ہے تمام مسلمانوں کو) بلکہ سب انسانوں کو، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیواۃ الانبیاء" میں لکھا ہے کہ علامہ

تقی الدین سُبکی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السّلام و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا، کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات دُنیوی ہے اور اس معنیٰ کہ برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولٰنا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مستقل رسالہ بھی ہے جو بے مثل ہے اور طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام آبِ حیات ہے، تو اس مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات سارے علماء دیوبند کی متفقہ اور علماء حرمین شریفین کی تصدیق شدہ ہوگئی کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر شریف میں دنیاوی جسدِ اطہر کے ساتھ حیات ہیں۔
(المہند ص ۲۷، ۲۸، ۲۹)

اور سوال اوّل کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سیّد المرسلین ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں، اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی نیت کرے، اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیّت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علّامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیّت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا، تو مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی اس صورت

ہیں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے۔ اور اس کی موافقت خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد مبارک سے ہو رہی ہے کہ فرمایا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اُس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع ہوں، اور ایسا ہی عارف کامل حضرت مُلّا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مہذب عشاق کا ہے اور اسی جواب میں آگے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے کعبہ اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے (المہند ص ۲۵)

# مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اکابر دیوبند کا مسلک اور متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اُن کے ابدان مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں۔ اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں اُن کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں

لے اسی حدیث شریف کے مطابق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زیارت کرنے والا یہ نہ کہے کہ میں نے قبر شریف کی زیارت کی ہے بلکہ یہ کہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ ہر دو حضرات کے عقائد میں یہ بات بیان ہو چکی ہے

لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنّت والجماعت کا مسلک ہے۔

اکابرِ دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام، آبِ حیات کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ راشد میں سے ہیں۔ ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف واہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعوٰی کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اُن کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِ السَّبِیْلَ

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ کراچی ۵

عبد الحق عفی عنہ مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(مفتی) محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاول پور

محمد رسول خان عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

شمس الحقّ عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مفتی محمد حسن جامعہ اشرفیہ لاہور

ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار۔ سندھ

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دار العلوم کراچی

(مقامِ حیات ص ۲۷۲)

# ہمدردانہ عرض

للہ عرض ہے کہ خدارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کو اپنی طرح نہ سمجھیں بلکہ یہ یقین رکھیں کہ ہم اور آپ تو کجا دنیا بھر ہیں کوئی غوث، قطب، ابدال، حضرات امامین، حضرات امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما کوئی بھی شخص کسی لونی سے ادنیٰ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام تو کجا، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بلند ہے یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا، تو آپ نے ارشاد فرمایا، کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ ہیں تشریف لے جاتے تو آپ رضؓ کے گھوڑے کے پاؤں سے چلنے کی وجہ سے جو گرد (مٹی) اُڑ کر گھوڑے کے ناک ہیں پڑتی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ سبحان اللہ کتنا بلند مقام ہے صحابہ کرام کا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں کہ انہوں نے صحابہ کرام کی زیارت کی، اور اُن کو سید التابعی کہا جاتا ہے تو اُن کا مقام صحابہ کرام کے آگے گھوڑے کے ناک ہیں پڑنے والی گرد جتنا بھی نہیں تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں اُن کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا بلند و برتر ہو گا، ہم اس کا کوئی کسی طرح اندازہ نہیں کر سکتے اس لئے ہمارے تمام اکابرین نے یہی عرض کر دی کہ

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی انسان کے بس ہیں ہی نہیں، کہ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعریف بیان کرسکے جیسا کہ اس کا حق ہے بس ہم اتنی ہی عرض کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے بعد تمام جہانوں میں بزرگ و برتر اگر کوئی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ذات گرامی ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ کتاب ہذا میں اتنی وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک زمانہ سے لے کر موجودہ دور تک کے تمام حضرات خلفاء راشدین، صحابۂ کرامؓ تابعینؒ تبع تابعینؒ ائمہ دین، اولیاء اُمت، علماء امت تمام متفقہ طور پر تسلیم و تصدیق کرتے ہیں اور تمام حضرات کی تصدیقات بصورت عقائد آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب بھی اگر خدانخواستہ کوئی صاحب مطمئن نہ ہوں تو اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم اللہ کے لئے بجائے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اطہر میں نکتہ چینی کرنے اور اسلاف کے اقوال کے خلاف باتیں کرنے کے جو کہ ہر حال میں ہم سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبی زمانوں میں سے گذرے ہر حال میں ہم سے زیادہ صاحب علم تھے، ہر حال میں ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ڈر رکھنے والے، صاحب تقویٰ تھے، اُن کے معاملہ میں خاموشی اختیار فرماویں اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت ہدایت کی دعا کریں، کہ اللہ تعالیٰ بطفیل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرماویں۔ اور خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین۔

اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں نکتہ چینیاں کرنا، قرآن پاک کی آیات کی اپنی مرضی کی تفسیر و ترجمہ کرنا، بعض احادیث مطہرہ کو مان کر اُن کا اپنی مرضی کا ترجمہ و تفسیر و تاویل کرنا، اور بعض احادیث مطہرہ صحیحہ کا انکار کرنا اور اپنی خواہش کے مطابق سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے اُن کو ضعیف کہہ دینا، یہ طریقہ یہودیوں، معتزلہ، مرزائیوں

چکڑالویوں اور منکرین حدیث کا ہے اللہ تعالیٰ یہودیوں کے حالات بیان کرتے ہُوئے قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

کیا تم ایمان رکھتے ہو قرآن پاک کی کچھ آیات کا اور انکار کرتے ہو کچھ آیات کا،

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ

پس بدلہ تمہارے اس کام کا رسوائی (ذلّت) ہے دنیا کی زندگی میں، اور قیامت کے دن پہنچائے جاؤ گے سخت عذاب میں۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

ان آیات مطہرہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنی عظیم وضاحت فرمائی کہ اپنی مرضی کی آیات (واحادیث) کا ماننا اور جو اپنی سمجھ ناقص میں نہ آئے اُن آیات مبارکہ (واحادیث مطہرہ) کا انکار کرنا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا طریقہ بتلایا اور اس انکار کا نتیجہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا کی ذلّت و رسوائی اور آخرت کا سخت عذاب ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں "ایسا کرے یعنی بعض احکام کو مانے اور بعض کا انکار کرے تو ایمان کا تجزیہ تو ممکن نہیں تو اب بعض احکام کا انکار کرنے والا بھی کافر مطلق ہوگا، صرف بعض احکام کو ماننے سے کچھ بھی ایمان نصیب نہ ہوگا، اس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی شخص بعض احکام شرعیہ کی تو متابعت کرے اور جو حکم کہ اس کی طبیعت یا عادت یا غرض کے خلاف ہو تو اس کے قبول میں قصور (انکار) کرے تو بعض احکام کی متابعت اس کو کچھ نفع نہیں

دے سکتی۔ لہٰذا اس سے بچیں اور جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں ان سے بھی بچیں، عافیت اور سلامتی اپنے اسلاف کے راستہ پر چلنے میں ہے اور اُن سے علیٰحدہ ہونے میں گمراہی ہے، آپ نے کتاب ہٰذا میں پڑھا ہے کہ ہمارے اسلاف کو حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر عشق و محبّت تھی اور وہ کتنے مؤدّب تھے اور یہی ایمان کی علامت ہے۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا۔

لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین (بخاری)

فرمایا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردار، تم میں سے کوئی ایک شخص بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھ سے اپنے والدین، اپنی اولاد، اپنی جان اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت و محبّت اور ادب و احترام ہی ایمان ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچّا مسلمان بنائے، صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبّت اطاعت ادب و احترام نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔

# فضائل درود شریف



مرتبہ

حافظ نذیر احمد عفی عنہ نقشبندی مجددی



انجمن نصرۃ القرآن جامع مسجد مدینہ مدنی محلہ گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

# درود شریف

## ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان

اللہ تعالیٰ ارشاد مبارک فرماتے ہیں :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (قرآن شریف پ۴)

ترجمہ : اللہ کریم کا ایمان والوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے انہیں میں سے اُن پر رسُول بھیجا۔

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا احسان اس نبی و رسُول کا ہوتا ہے انسانوں پر، خاص کر اُن بندوں پر جن کو اُس نبی کے ذریعہ سے ایمان مِلا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ امتِ محمدیہ کو ایمان کی دولت اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے مِلی۔ اس لیے یہ اُمت اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ممنونِ احسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک اور پروردگار ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت اور اس کا شکر ادا کیا جائے اسی طرح اس کے پیغمبروں کا حق ہے کہ اُن پر درُود و سلام بھیجا جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت و رافت اور رفع درجات کی دُعا کی جائے۔ درود و سلام کا مطلب یہی ہوتا ہے اور یہ دراصل اِن محسنوں کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا ھدیہ۔ وفاداری و نیاز کیشی کا نذرانہ اور ممنونیت و سپاس گذاری کا اظہار ہوتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ ان کو ہماری دُعاؤں کی کیا

احتیاج ہے۔ بادشاہوں کو فقیروں اور مسکینوں کے ہدیوں اور تحفوں کی کیا ضرورت ہے۔
تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ تحفہ بھی اُن کی خدمت میں پہنچاتا ہے۔ اور ہماری اس دُعا و التجا کے حساب میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایات میں اضافہ ہوتا ہے اور سب سے بڑا فائدہ درود شریف کا خود ہم کو پہنچتا ہے۔ ہمارا ایمانی رابطہ مستحکم ہوتا ہے اور ایک دفعہ کے مخلصانہ درود کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی کم از کم دس رحمتوں کے ہم مستحق ہو جاتے ہیں۔ یہ ہیں درود و سلام کے فوائد اور منافع۔ اللہ کریم ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرماویں۔

## فضائلِ درود شریف

۱۔ سب سے بڑھ کر تو فضیلت درود شریف کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود درود شریف کی نسبت اپنی اور اپنے ملائکہ کی طرف فرمائی ہے، چنانچہ اللہ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم قرآن شریف میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آگے اللہ تعالیٰ حکماً ارشاد فرماتے ہیں، اے ایمان والو درود بھیجو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سلام بھیجو۔

ف: اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں نازل فرمانا ہے۔ فرشتوں اور

انسانوں کا درود بھیجنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرنا مراد ہے:

۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا (ترمذی شریف)

۳۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے اس کام پر مقرر ہیں کہ سیاحی کرتے رہتے ہیں۔ جو شخص میری اُمت میں سے سلام بھیجتا ہے اُس کو میرے پاس پہنچاتے ہیں (ابوداؤد شریف)

۴۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے گا۔ میں اس پر رحمت بھیجوں گا۔ اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ میں نے یہ سن کر سجدۂ شکر ادا کیا (صحیح المستدرک للحاکم)

۵۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو کہ مجھ پر درود پیش کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کے سامنے میرا ذکر آوے اس کو چاہیئے کہ مجھ پر درود پڑھے۔ (نسائی شریف)

۷۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماویں اور اُس کے دس گناہ معاف ہوں اور اُس کے دس درجے بڑھیں اور دس نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاویں گی (نسائی شریف)

۸۔ ارشاد فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے درُود پڑھا کرو مجھ پر تمہارا درُود مجھ پر پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔ (نسائی شریف)

۹۔ ایک اور روایت میں ہے کہ درُود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ ستّر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور ملائکہ اس کے لیے ستّر بار دُعا کرتے ہیں۔

۱۰۔ ارشاد فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قیامت کے ہول اور خطرات سے وہ شخص زیادہ نجات پائے گا جو دُنیا میں مجھ پر زیادہ درُود بھیجتا ہو گا۔ (سعایہ)

۱۱۔ ارشاد فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو شخص صُبح کو مجھ پر دس بار درُود بھیجے اور شام کو دس بار۔ قیامت کے روز اُس کے لیے میری شفاعت ہو گی (طبرانی)

۱۲۔ ارشاد فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو کوئی ہر روز سَو (۱۰۰) بار درود پڑھے اُس کی سَو (۱۰۰) حاجتیں پُوری کی جائیں گی۔ تیس (۳۰) دنیا کی باقی آخرت کی۔

۱۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں آپ پر درُود کی کثرت کرتا ہوں تو کس قدر درُود اپنا معمُول رکھوں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک رُبع (یعنی ایک حصہ۔ تین حصّہ اور وظائف رہیں) فرمایا۔ جس قدر تمہارا دل چاہے اگر اور بڑھا دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف۔ فرمایا۔ جس قدر چاہو اگر زیادہ کرو تو اور بہتر ہے۔ میں نے کہا تو پھر درود ہی درود رکھوں گا، تو فرمایا۔ اب تمہارے سب فکروں کی بھی کفایت ہو جائے گی اور تمہارے گناہ بھی معاف ہو جاویں گے۔ (صحیح المستدرک للحاکم)

۱۴۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ تمام دُعائیں رُکی رہتی ہیں جب تک

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھو (طبرانی)

۱۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ دُعا، آسمان و زمین کے درمیان رُکی رہتی ہے اُوپر نہیں جاتی جب تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھو (ترمذی)

۱۶۔ مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جاویں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے، جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کون ہیں آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماویں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ (حاشیہ حصن حصین)

۱۷۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ جلیل القدر تابعی اور خلیفہ راشد ہیں شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ اُن کی طرف سے روضۂ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ (حاشیہ حصن حصین از فتح القدیر)

۱۸۔ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایسے آدمی کو نصف رات کو اُٹھے اور کسی کو خبر نہ ہو، پھر وضو کرے، پھر حمدِ الٰہی کرے پھر درود شریف پڑھے۔ پھر قرآن مجید پڑھنا شروع کرے (نسائی)

۱۹۔ اذان کے بعد درود شریف پڑھے اور وسیلہ کی دُعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے (ترمذی)

۲۰۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اُس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھ

ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے (یعنی بذریعہ ملائکہ) (بیہقی)

۱۲۔ حضرت ابُوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر جمعہ کے دِن کثرت سے درُود بھیجا کرو اس لیے کہ یہ ایسا مبارک دِن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درُود بھیجتا ہے تو وہ درُود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا، یارسُول اللہ آپ کے اِنتقال کے بعد بھی ــــــ حضور نے ارشاد فرمایا، ہاں اِنتقال کے بعد بھی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، رِزق دیا جاتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

## خاص خاص دُرُود شریف کے خاص خاص فضائل

### درُود شریف کِن الفاظ سے پڑھنا چاہیے؟

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ مُجھ سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دُوں جو مُجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطاء فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا کہ آپ پر سلام جیسا کہ نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھنے کا حکم ہے آپ پر درود شریف کِن الفاظ

کے ساتھ پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب صحابہ سے ارشاد مبارک فرمایا۔ کہو:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (بخاری شریف)

ف۔ ہدیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اُن حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاں مہمانوں اور دوستوں کے لیے بجائے کھانے پینے کی چیزوں کے بہترین تحائف اور بہترین ہدیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات تھے۔

۲۔ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن بعد نماز عصر اسّی مرتبہ پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔ اُس کے اسّی برس کے گناہ معاف ہو جاویں گے (طبرانی)

۳۔ حضرت رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے (طبرانی)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ دعا کرے جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔ (طبرانی)

ف۔ 'مشقت میں ڈالے گا' سے مراد کہ ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جاویں گے۔

## درود شریف برائے کشادگی رزق

۵۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھ جائے وہ یوں کہا کرے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (طبرانی)

۶۔ روضۃ الاحباب میں امام اسماعیل بن ابراہیم مذنی سے جو امام شافعیؒ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا وہ بولے مجھے بخش دیا اور حکم دیا کہ مجھ کو تعظیم واحترام کے ساتھ بہشت میں لے جاویں اور سب برکت ایک درود کی ہے جس کو پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون سا درود ہے۔ فرمایا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذّٰكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ (حاشیہ حصن حصین)

## دُرُود شریف برائے حفاظت جمیع آفات و بلیات

۷- مناہج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر تھے۔ انہوں نے اپنا گذرا ہوا قصہ مجھ سے بیان کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا، مَیں اُس میں موجود تھا۔ اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یہ درُود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں، ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی، وہ درُود شریف یہ ہے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحٰجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

ف : حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زاد السعید کے حاشیہ پر اس دُرُود شریف کا کثرت سے پڑھنا اور مکان میں لکھ کر چسپاں کرنا تمام امراضِ وبائیہ ہیضہ وطاعون وغیرہ سے حفاظت کے لیے مفید اور مجرّب ہے اور قلب کو عجیب اطمینان بخشتا ہے۔ تحریر فرمایا ہے :

۸۔ مسجد میں جانے اور اس سے باہر آنے کے وقت حدیث شریف میں یہ پڑھنا آیا ہے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

۹۔ مسلم شریف اور ترمذی شریف میں ہے کہ بعد اذان کے درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مانگے آپ کے لیے وسیلہ اللہ تعالیٰ سے۔

۱۰۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "نہیں وضو ہوتا اُس شخص کا جو درود نہ بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ ف: یعنی پورا ثواب نہیں ملتا۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جو میری قبر کے پاس درود شریف بھیجتا ہے میں سن لیتا ہوں۔ (بیہقی)

## درود شریف برائے زیارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۲۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زاد السعید میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر تو خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ عشاق کو درود شریف کی کثرت کی وجہ سے خواب میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولتِ زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کتاب ترغیب اہل السعادت میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور بعد سلام (۱۰۰) سو بار یہ درود شریف پڑھے' انشاء اللہ تین جمعے نہ گذرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہو گی' وہ درود شریف یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ۔

دیگر۔ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ھو اللہ اور بعد سلام کے ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو دولتِ زیارت نصیب ہو۔ وہ یہ ہے :

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

دیگر۔ نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستّر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے زیارت نصیب ہوتی ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُّوْرِ ضِیَائِكَ صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَھٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوۃً تُرْضِیْكَ وَتُرْضِیْهِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

دیگر۔ اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ ـــــ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے :

## تنبیہ

خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہو جانا بڑی سعادت ہے

لیکن دو امر قابلِ ذکر ہیں:

اوّل یہ کہ جس کو بیداری میں یہ شرف نصیب نہیں ہُوا۔ اس کے لیے بجائے اِس کے خواب میں زیارت سے مشرّف ہو جانا نعمتِ عظمٰی اور دولتِ کُبریٰ ہے اور اس سعادت کے حاصل ہونے میں کسی کسب کو دخل نہیں۔ محض اللہ کریم کی عطا ہے۔ ہزاروں کی عُمریں اسی حالت میں ختم ہوگئیں۔ البتہ غالب یہ ہے کہ درود شریف کی کثرت اور اتباعِ سنّت اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت کا غلبہ ہو تو مولا کریم اپنی رحمت سے مہربانی فرما ہی دیتے ہیں لیکن چونکہ لازمی نہیں اِس لیے اِس کے نہ ہونے سے مغمُوم نہ ہونا چاہیئے کہ بعض کے لیے اسی میں اللہ کریم کی حکمت ہے۔

دُوسرا امر قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ جس شخص نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اُس نے یقیناً حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی کو دیکھا۔ احادیثِ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت ہی نہیں دی کہ وہ خواب میں آکر اپنے آپ کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا ظاہر کرے۔ مثلاً یہ کہے کہ میں نبی ہوں یا خواب دیکھنے والا شیطان کو نبی سمجھ بیٹھے۔ لیکن اس کے باوجود اگر دیکھنے والے کو حضُور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مطابق حُلیہ شریف صُورت دکھائی نہ دے تو اُس کا اپنا قصور ہے۔ اللہ کریم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِتباع کی پوری کوشش کرے۔

اللہ کریم توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین ⁂

ھٰذَا مِثَالُ نَعْلِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعل شریف کا نقشہ

# نَیْلُ الشِّفَا

# بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمَ

مرتبہ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

انجمن نصرۃ القرآن جامع مسجد مدینہ، مدنی محلہ، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

# نَیْلُ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ** یہ ناچیز اشرف علی عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم لوگوں کے کثرتِ معاصی سے جو کچھ ہجومِ بلیّاتِ صُوریّہ و معنویہ ہے ظاہر ہے اس کا علاج بجز اصلاحِ اعمال و توبہ و استغفار کے کچھ نہیں ہے۔ مگر ہم لوگوں کے قلب و زبان کی جو کیفیت ہے معلوم ہے البتّہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اُس کی برکت سے حضورِ قلب بھی مُیسّر ہو سکتا ہے اور اُمیدِ قبول بھی قریب ہے منجملہ اُن وسائل کے بتجربۂ بزرگانِ دین نقشۂ نعلِ مُقدّس حضُورِ سرورِ عالم فخرِ آدم صلّی اللہ علیہ وسلّم نہایت قوی البرکت سریعُ الاثر پایا گیا ہے اس لیئے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیرُ النّعال صلّی اللہ علیٰ صاحبہٖ فوق عدد الرّمال حسبِ روایت امام زینُ العابدین عراقی محدّث مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اس کے توسّل سے اپنے حاجات و معرُوضات جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔ اس نقشۂ شریف کے آثار و خواصُ فضائل کو کون شمار میں لا سکتا ہے۔ مگر اس مقام پر نہایت اِختصار کے ساتھ کُتبِ مُعتبرۂ عُلمائے محدّثین و محقّقین سے چند برکات اور کچھ ابیات مُشتمل بر ذوق و شوق نقل کیے جاتے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے حضُور صلّی اللہ

علیہ وسلّم کے ساتھ تعشّق اور محبّت پیدا ہو اور بوجہ غلبۂ محبّت بلاتکلّف آپ کا اتباع نصیب ہو جو اصل مقصود اور سرمایۂ نجاتِ دُنیوی و اُخروی ہے۔

**طریقِ توسّل** ۔ بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کر کے تہجّد جس قدر ہو سکے پڑھے ۔ اس کے بعد گیارہ بار دُرود شریف، گیارہ بار کلمۂ طیّبہ اور گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرّع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نقشۂ نعل شریف کو سر پر لیئے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں الٰہی اس نسبتِ غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پُوری فرمایئے مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہ محبّت بوسہ دے اشعار ذوق وشوق بغرض ازیادِ عشقِ محمدّیؐ پڑھے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیّت پائے گا ۔

## بعض آثار و خواص نقشہ نعل شریف

علّامہ و محدّث حافظ تلمسانی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النّعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے منافع ایسے کُھلّم کُھلاّ ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں منجملہ اُن کے ابُو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کے لیئے یہ نقشہ بنوا دیا تھا وہ میرے پاس ایک روز آکر کہنے لگا کہ میں نے شب گزشتہ میں اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتّفاقاً ایسا سخت

درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی۔ میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی! مجھ کو صاحبِ نعل شریف کی برکت دکھلایئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمائی۔ قاسم بن محمدؒ کا قول ہے کہ اس کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرّک کا اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبے سے شیطانِ سرکش سے، حاسد کی نظرِ بد سے امن وامان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردِ زہ کی شدّت کے وقت اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بفضلہٖ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔ شیخ ابنِ حبیبُ النبی روایت فرماتے ہیں کہ اُن کے ایک دُنبل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ نہایت سخت درد ہوا۔ کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی۔ اُنھوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا۔ معًا ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا ایک اثر خود میرا (یعنی صاحبِ فتحُ المتعال کا) مُشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفر دریائے شور کا اتّفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی۔ میں نے یہ نقشہ ناخدا کے پاس بھیج دیا کہ اس سے توسّل کرے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت عطا فرمائی اور محمدؒ بن الجزری ؒ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے خواب میں مُشرّف ہو اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اُس کو شکست نہ ہو اور جس قافلے میں ہو لُوٹ مار سے محفوظ رہے۔ جس اسباب میں ہو، چوروں کا اس پر قابو نہ چلے۔ جس کشتی میں ہو، غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس

سے توسل کریں وہ پوری ہو۔ یہ تمام مضامین کتاب القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سیّد الاحرار والعبید سے نقل کئے گئے ہیں اور کتاب المرتجی بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول ہیں علمائے محققین و صلحائے معتبرین سے بہت آثار و خواص و حکایات نقل کئے ہیں جس کو شوق ہو دیکھ لے اب چند اشعار شوقیہ مع ترجمے کے لکھے جاتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر سمجھ کر اپنے شوق و محبت کو بڑھاویں۔

## قَالَ الْاِمَامُ اَبُوالْخَیْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْجَزَرِیُّ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ

یَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِیِّہٖ

| |
|---|
| اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے |

ھَا قَدْ وَجَدْتَّ اِلَی اللِّقَاءِ سَبِیْلًا

| |
|---|
| آگاہ ہو جا تحقیق پا لیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ |

فَاجْعَلْہُ فَوْقَ الرَّاْسِ وَاخْضَعْ لَہٗ

| |
|---|
| پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کے لئے |

وَتَغَالَ فِیْہِ وَاَوْلِہٖ التَّقْبِیْلًا

| |
|---|
| اور مبالغہ کر خضوع میں اور پیا پے اس کو بوسے دے |

مَنْ يَّدَّعِی الْحُبَّ الصَّحِيْحَ فَاِنَّهٗ

جو شخص دعویٰ کرے سچی محبت کا بس بے شک وہ

يُثْبِتُ عَلٰى مَا يَدَّعِيْهِ دَلِيْلًا

قائم کرتا ہے اپنے دعوی پر دلیل کو

## عَنِ السَّيِّدِ مُحَمَّدِ الْحِجَازِی الْحُسَيْنِیِّ الْمَالِكِی

لَمَّا رَأَيْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰى

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

اَلْمُسْنَدَ الْوَضْعِ الصَّحِيْحِ مُعَرَّفًا

جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

فَمَسَحْتُ وَجْهِیْ بِالْمِثَالِ تَبَرُّكًا

تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقشے کو واسطے برکت کے

فَشَفَيْتُ مِنْ وَّقْتِیْ وَكُنْتُ عَلَى الشَّفَا

سو مجھ کو اسی وقت شفا ہوگئی حالانکہ میں قریب بہلاکت ہوگیا تھا

وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوْبِ مِنْ اَبْرَكَاتِهٖ

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے

وَوَجَدْتُّ فِيْهِ مَا اُرِيْدُ مِنَ الصَّفَا

اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ    جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

# قَالَ فِی التُّحْفَۃِ الرَّسُوْلِیَّۃ

ہر کہ بفرطاسِ مثالش کشد — تاجِ وش آں را بسر خود نہد
فتح و ظفر یابد و گردد عزیز — نورِ دل افزاید و عقل و تمیز
آتشِ سوزندہ نسوزد ورا — سوزنِ سیلاب ندوزد ورا
از ہمہ آفات سلامت بود — روزِ قیامت بکرامت بود
وانکہ بخانہ نہدش باادب — غم رود از خانۂ و آید طرب
ہر کہ بہ بیند بدلش بر نہد — شجرۂ اُمّید ورا بر دہد
می کشم ایں جا بہ تبرک مثال — تا شود ایں نسخہ گرامی مقال

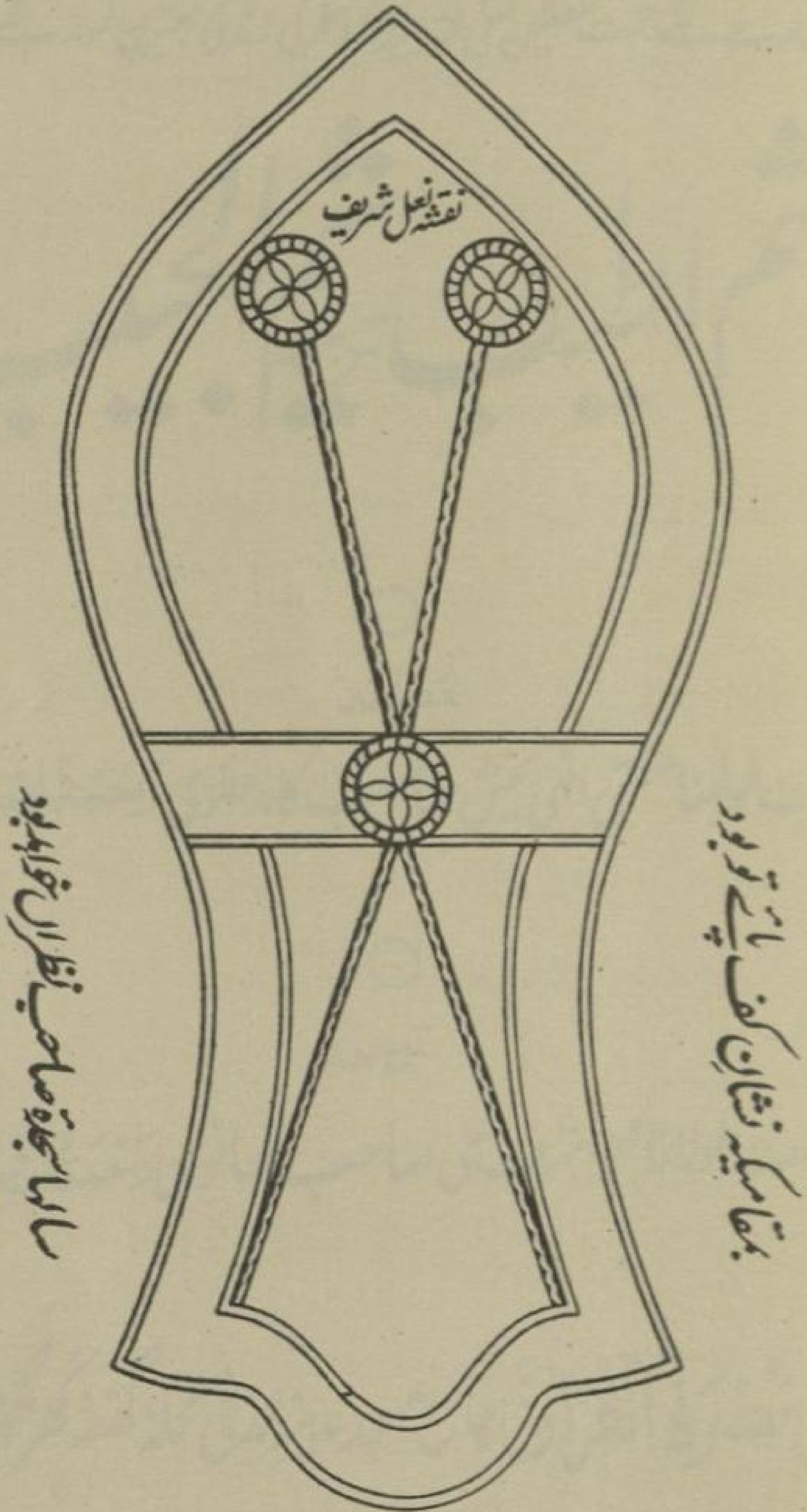
# ضروری عرض

اس نقشہ شریف کو ادب و احتیاط سے رکھیں مگر ایسا غلوّ نہ کریں کہ خلافِ شرع کوئی بات ہو جائے اور اس کو وسیلہ برکت و محبّت سمجھیں یہ نہیں کہ تمام احکامِ دین و اعمالِ خیر کو رُخصت کر کے اس پر اکتفا کریں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ؞

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا    عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلِّمْ    جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

# ھٰذَا مِثَالُ نِعَالِہٖ    صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ




یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا    عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لئے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے

# شمِ اطیب ترجمہ شیمِ الحبیب



مُصنّفہ

حضرت مولٰنا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃُ اللہِ علیہِ



ترجمہ

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃُ اللہِ علیہِ

انجمن نُصرۃُ القرآن جامع مسجد مدینہ مدنی محلّہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ    جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا الشاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نشر الطیب جو کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر لاجواب ہے میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ نشر الطیب تصنیف فرما رہے تھے فرمایا کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّٰی بہ شمیم الحبیب مصنفہ حضرت مولانا الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کاندھلہ میں نظر پڑا، اس کی وجازت و بلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اس کو تبرکاً اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جائے بلکہ اپنے رسالہ کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جائے تو حضرت نے خود اس رسالہ کا اردو ترجمہ فرما کر اس کو نشر الطیب میں شامل فرمایا، اس رسالہ میں حضور خاتم الانبیاء رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شمائل و اخلاق و عادات شریفہ پر صحیح احادیث مطہرہ جمع کی گئی ہیں جن کو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بڑے ہی ذوق و شوق و محبت کے ساتھ سُنا اور یاد کیا کرتے تھے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حُلیہ دریافت کیا ــــ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بکثرت ذکر اوصاف کیا کرتے میں اُمیدوار رہا کہ اُن اوصاف مبارکہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں جس کو میں اپنے ذہن میں جمالوں۔ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مبارک کثرت سے بیان کرتے اور اس کو اپنے اپنے ذہن میں اچھی

طرح محفوظ کرتے جس کے ساتھ کسی کو محبت ہوتی ہے وہ ہر وقت اُسی کا ذکر کرتا ہے صحابہ کرامؓ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کس کو محبت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اُن کا رات دن شغل ہی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ذکر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت بڑھتی ہے رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ اتباع کی توفیق نصیب ہوتی ہے دونوں جہاں کی مشکلیں آسان ہوتی ہیں، سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

چونکہ اس سے پہلی کتاب حیات پاک (برزخی) رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاتھوں میں ہے اُس میں رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برزخی زندگی (روضہ مطہرہ کے اندر والی زندگی) کے حالات ہیں۔ دِل میں خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ دنیاوی زندگی کے حالات میں یہ کتاب شمیم الحبیب شامل کر دی جائے تاکہ پڑھنے اور سننے والے رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے مالامال ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی ایمان ہے اور یہی ذریعہ نجات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اتباع نصیب فرماویں اور خاتمہ ایمان پر فرماویں آمین

بحرمت نبی الکریم علیہ وعلی آلہ التسلیم

نذیر احمد عفی عنہ وکان اللہ لہٗ

۳ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

# شیم الحبیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَیْنَا
رَسُوْلًا عَرَبِیًّا ھَاشِمِیًّا مَکِّیًّا مَدَنِیًّا
سَیِّدًا اَمِیْنًا صَادِقًا مَصْدُوْقًا
قُرَشِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ کَانُوْا لَہٗ حَفِیًّا نَجِیًّا
وَبَعْدُ فَاِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ جَمَعُوْا
شَمَائِلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
وَسَلَکُوْا فِیْہِ مَسْلَکًا طَرِیًّا وَّنَھَجُوْا

# شم الطیب

(ترجمہ شیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَیں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبریں دینے والے سچی خبریں دیئے گئے قریشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپ کے محب خاص اور رازدار با اختصاص تھے رحمت نازل فرماوے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء (ہمیشہ سے) نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔

اور اس باب میں نو بنو مسلک اور اعتدال طریق

مَنْهَجًا سَوِيًّا وَلٰكِنَّ بَعْضَهُمْ قَدْ أَطْنَبُوْا إِطْنَابًا مُمِلًّا وَبَعْضَهُمْ أَوْجَزُوا إِيْجَازًا مُخِلًّا فَالنَّاسُ بَيْنَ هَارِبٍ وَشَائِقٍ وَطَالِبٍ تَائِقٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْكُرَ نُبَذًا مِّنْ مَحَاسِنِهٖ وَمَكَارِمِهٖ وَشَطْرًا مِّنْ شَمَائِلِهٖ وَخِصَالِهٖ مُخْتَصَرًا وَافِيًا وَمُوْجَزًا شَافِيًا فَإِنَّ الْعَاشِقَ الْهَائِمَ الْمَهْجُوْرَ إِذَا فَقَدَ الْوِصَالَ يَتَسَلّٰى بِذِكْرِ الدَّارِ وَالْخَالِ وَيَتَعَلَّلُ بِوَصْفِ الْجَمَالِ وَتَذْكَارِ الْخِصَالِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَأَرْجُوْا بِهِ الثَّوَابَ وَالنَّجَاةَ مِنَ الْعَذَابِ وَالشَّفَاعَةَ مِنْ حَبِيْبِ رَبِّ الْأَرْبَابِ وَالدُّعَاءَ مِنَ الطُّلَّابِ وَالْأَحْبَابِ كَيْفَ وَلَا وَسِيْلَةَ لِيْ مِنْ حُسْنِ الْعَمَلِ وَالْعُمْرُ مَصْرُوْفٌ فِي الْمَعَاصِيْ وَالزَّلَلِ فَتَمَسَّكْتُ بِذَيْلِ شَمَائِلِهٖ وَتَشَبَّثْتُ بِذِكْرِ مَدَائِحِهٖ وَفَضَائِلِهٖ تَقَبَّلَ اللّٰهُ عَنِّيْ وَعَنْ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

پر چلتے رہے لیکن بعض نے اس قدر تطویل کی جس سے دل اکتا جائے اور بعض نے اس قدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی میں خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہیں بعضے تطویل یا ایجاز سے بھاگتے ہیں اور بعضے اس کے شائق اور طالب ہوتے ہیں سو تطویل و اختصار سے نفع عام نہیں ہوتا بخلاف مقدار اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اور شمائل اور خصال میں سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلمبند کروں۔ کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے۔ اور محبوب کے جمال اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کر کے اپنا جی بہلاتا ہے اور اسی کے ساتھ میں امید حصول ثواب اور نجات من العذاب اور شفاعۃ محبوب رب الارباب اور دعائے طالبین و احباب کی بھی امید رکھتا ہوں اور یہ امید کیسے نہ رکھوں جب حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں۔ اور عمر تمام معاصی اور لغزشوں میں صرف ہوئی اس لئے میں نے آپ کے شمائل و مدائح و فضائل کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے اور سب مسلمانوں سے اس کو قبول فرمائے۔ مستحق جمیع محامد کا وہی رب العالمین ہے۔

وَلَمَّا كَانَ الْكِتَابُ الْمُسْتَطَابُ
الشَّمَائِلُ لِاَبِي عِيسَى التِّرْمِذِيِّ
وَالشِّفَاءُ لِقَاضِي عِيَاض رَحِمَهُمَا
اللّٰهُ الْفَيَّاضُ اَجْمَعَ وَاَضْبَطَ فِي
هٰذَا الْبَابِ فَالْتَقَطْتُ مِنْهُمَا مَا
يُغْنِي الطَّالِبَ الْمُشْتَاقَ وَيُسَلِّيْ بِهِ
الْمَهْجُوْرُ الْمُشْتَاقُ فَلْنَبْدَاْ بِحَدِيْثِ
الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضؓ عَنْ هِنْدٍ فَاِنَّهُ
فِيْ غَايَةِ الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ وَ
اَقْصٰى دَرَجَةٍ تِبْيَانِ خَصَائِصِ
مَعْدِنِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ عَلَيْهِ مِنَ
الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَتَمُّهُمَا وَاَكْمَلُهُمَا
اَقُوْلُ رَوَى الْقَاضِيْ بِاِسْنَادِهِ الْمُعَنْعَنِ
الْمُتَّصِلِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْاِمَامُ
الْهُمَامُ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِنِّيْ سَاَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ
بْنَ اَبِيْ هَالَةَ عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
[illegible]
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ وَصَّافًا
وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ يَّصِفَ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا

اور چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمۃ
اللہ کی اور کتاب الشفا قاضی عیاض رحمۃ
اللہ کی اس باب میں جامع تر اور ضابط تر تھی
اس لئے میں نے ان ہی دو کتابوں سے ایسے
مضامین منتخب کئے جو طالب راغب کو (دوسری
کتابوں سے) بے نیاز کردیں اور جن سے مہجور
مشتاق دل کو تسلی دے سکے۔ سو ہم امام حسن
بن علی رضؓ کی روایت سے جو کہ ہندؓ سے مروی ہے
شروع کرتے ہیں کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت
کے منتہی پیمانہ پر ہے اور معدن نبوت و
رسالت یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ
وسلاماً تامین کاملین کے بیان خصوصیات
کے اعلیٰ درجہ میں ہے پس میں کہتا ہوں
(وصل اول آپ کے حلیہ شریفہ میں) قاضی
ممدوح نے اپنے اسناد معنعن سے جو کہ امام
زین العابدین تک پہنچتی ہے۔ روایت کیا
ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت حسن بن علیؓ
نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہندؓ بن ابی ہالہ
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت
کیا اور وہ حضور کا بکثرت ذکر اوصاف کیا
کرتے اور میں امیدوار ہوا کہ ان اوصاف
میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں

اَتَعَلَّقُ بِہٖ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا یَتَلَأْلَأُ وَجْہُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِیْمُ الْھَامَۃِ رَجِلُ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْقَتُہٗ فَرَقَ وَاِلَّا فَلَا یُجَاوِزُ شَعْرُہٗ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ اِذَا ھُوَ وَفَّرَہٗ اَزْھَرُ اللَّوْنِ وَاسِعُ الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغُ مِنْ غَیْرِ قَرَنٍ بَیْنَھُمَا عِرْقٌ یُدِرُّہُ الْغَضَبُ اَقْنَی الْعِرْنِیْنِ لَہٗ نُوْرٌ یَعْلُوْہُ یَحْسَبُہٗ مَنْ لَّمْ یَتَاَمَّلْہُ اَشَمَّ کَثُّ اللِّحْیَۃِ اَدْعَجُ

جس کو میں اپنے ذہن میں جما لوں۔ پس انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے۔ سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلاں تھا موئے سر سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے وقت ان) میں (اتفاقاً از خود) مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی ابتدائے اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے آپ کے موئے سر نرمہ گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جب کہ آپ بالوں کو بڑھائے ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی ابرو خم دار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں ان دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں ابھر جاتی تھی بلند بینی تھی بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری

---

ع بمیم مضمومۃ وشین وذال معجمتین مفتوحتین ثم باء موحدۃ ہو البائن الطویل فی نحافۃ ۱۲

۱ یعنی ان انفرق شعر راسہ بعدما جمعہ وعقصہ فرق لہ ترکہ مفرقا والا ترک کل شعرۃ فی نبتہ قال ابن قتیبۃ کان ہذا فی اول الاسلام ثم فرق شعرہ بعد ہذا ۱۲

۲ قال الجوہری الشمم ارتفاع قصبۃ الانف مع استواء اعلاہ فان کان فیہ احدیداب فہو القنی ۱۲

سَهْلُ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعُ الْفَمِ اَشْنَبُ
مُفَلَّجُ الْاَسْنَانِ دَقِيْقُ الْمَسْرُبَةِ[1] كَاَنَّ
عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ
مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنًا مُتَمَاسِكًا سَوَاءُ
الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ مَشِيْحُ الصَّدْرِ بَعِيْدُ
مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ
اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ
وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ عَارِي
الثَّدْيَيْنِ مَا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرُ
الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَاَعَالِي
الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ
شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ
الْاَطْرَافِ اَوْ قَالَ شَائِلُ الْاَطْرَافِ
سَبْطُ الْعَصَبِ خُمْصَانُ الْاَخْمَصَيْنِ[2]
مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ[3] عَنْهُمَا

ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔ بدن جسامت میں معتدل اور پر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا آپ کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ پر کی ہڈیاں کلاں تھیں کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونوں بازو اور شانوں سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیاں دراز تھیں ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پر گوشت تھے (ہاتھ پاؤں کی) انگلیاں لمبی تھیں یا راوی نے بلند کہا ہو کہ اسکا بھی یہی حاصل ہے) اعصاب آپ کے برابر تھے آپکے تلوے (قدرے) گہرے تھے کہ چلنے میں زمین کو نہ لگتے) قدم

---

[1] بفتح المیم وسکون السین المہملۃ والراء المضمومۃ الشعر الذی فی وسط الصدر الی السرۃ ۱۲

[2] فی الصحاح الاخمص ما دخل فی باطن القدم فلم یصب الارض والمراد اعتدالہ والا فہو غیر محمود ولم یکن خمصہ مرتفعا جدا فانہ فی حدیث ہریرۃ ولیس الاخمص واذا وطی بقدمہ وطی بکلہا شفا۔ وہذا یوافق قولہ مسیح القدمین ۱۲

[3] دور میشد از ان قدمہا آب یعنی انہما ملسان لیس فیہما وسخ والاشقاق ولا تکسر فاذا اصابہما الماء لم یتعلق بہما وزال کذا فسرہ الترمذی ۱۲ منہ

لِلْمَاءِ اِذَا زَالَ زَالَ تَقَلُّعًا وَيَخْطُوْ
تَكَفُّؤًا وَيَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ اِذَا
مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ[1]
وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضُ
(یعنی بسینہ میگشت ۱۲)
الطَّرْفِ نَظَرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ اَطْوَلُ
مِنْ نَظَرِهٖ اِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ
الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ وَيَبْدَاُ
(بگوشۂ چشم نہ بتمام چشم ۱۲)
مَنْ لَقِيَهٗ بِالسَّلَامِ قُلْتُ صِفْ لِيْ
(مقولہ امام حسن ۱۲)
مَنْطِقَهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
(قول و سخن)
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ
(لذکری الدار ۱۲)
دَائِمَ الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهٗ رَاحَةٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ
(فی امور الآخرۃ ۱۲)

مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً عادت آپ کی گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتداء بسلام فرماتے پھر میں نے (یعنی امام حسنؓ نے ہندؓ بن ابی ہالہ سے) کہا کہ آپ کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت کی) سوچ میں رہتے کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلاضرورت

---

[1] ای لم یکن یاذن عدا ان یمشی خلفہ ولکن یقدمہم ویمشی خلفہم تواضعاً کذا قال الہروی ۱۲

فِي غَيْرِ حَاجَةٍ طَوِيلُ السُّكُوتِ يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ فَصْلًا لَا فُضُولَ فِيهِ وَلَا تَقْصِيرَ دَمِثًا لَيْسَ بِالْجَافِي وَلَا الْمُهِينِ[1] يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ لَا يَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَاقًا[2] وَلَا يَمْدَحُهُ وَلَا يُقَامُ لِغَضَبِهِ[3] إِذَا تُعُرِّضَ لِلْحَقِّ بِشَيْءٍ حَتَّى يَنْتَصِرَ لَهُ وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ وَلَا يَنْتَصِرُ لَهَا وَإِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا[4] وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا فَضَرَبَ بِإِبْهَامِهِ الْيُمْنَى

چوں سخن بگفتے متصل باشارت می بود ۱۲

کلام نہ فرماتے تھے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے (جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پرمغز ہوں) آپ کا کلام (حق و باطل میں) فیصل کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب کر لیتے اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لئے انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اس کو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے

---

[1] بفتح الميم من المهانة اي الحقارة او بضم الميم من الاهانة اي لا يهين احدا من الناس ١٢

[2] بفتح الذال المعجمة المراد به المذوق المطعوم ١٢

[3] یعنی کسے در حالت غضب او بجہت شجاعت نمی استاد چوں کسے ما آمد پیش او بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف او میداد ١٢

[4] قال ابن الاثیر اراد ان اشارته مختلفة فکان للتوحید والتشهد بالمسبحة وغیرہ بالکف ١٢

ع اشار الی ان الباء فی بها للتعدیة والی ان الضمیر فی بها مبهم تفسیره قوله بابهام ولی ان اتصل تفسیره ضرب فافهم ١٢ منه

رَاحَةِ الْيُسْرٰی وَاِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهٗ جُلُّ ضِحْكِهِ التَّبَسُّمُ وَيَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ قَالَ الْحَسَنُ رض فَكَتَمْتُهَا عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُهٗ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِيْ اِلَيْهِ فَسَأَلَ اَبَاهُ عَنْ مَدْخَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَخْرَجِهٖ وَمَجْلِسِهٖ وَشَكْلِهٖ فَلَمْ يَدَعْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ الْحُسَيْنُ رض سَأَلْتُ اَبِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ دُخُوْلُهٗ لِنَفْسِهٖ مَاذُوْنًا لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَكَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّأَ دُخُوْلَهٗ ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ

اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ کا تبسم ہوتا اور اسمیں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔

(وصل دوم آپ کے تقسیم اوقات و طرزِ معاشرت میں)

حضرت حسن رض فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک حسین بن علی رض سے اس کو چھپائے رکھا پھر جو میں نے ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں جانا باہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب پوچھ چکے ہیں اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کئے ہوئے) نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسین رض فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ آپ کا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانا آپ اس باب میں (منجانب اللہ) ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے۔

---

۱؎ ای الحدیث المشتمل علی الصفات ۱۲

۲؎ ای ما سمعت من شمائله المذكورة يعني وافق بيان علي و هند رض ۱۲

۳؎ یعنی اذن پروردگار می طلبید برائے حاجات خود اما برائے حاجات دینی حاجت استیذان النبی بود ۱۲

جُزْءً لِلّٰهِ تَعَالٰی وَجُزْءً لِاَهْلِهٖ وَ
جُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّأَ جُزْئَهٗ بَیْنَهٗ
وَبَیْنَ النَّاسِ فَیَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَی
الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ وَلَا یَدَّخِرُ عَنْهُمْ
شَیْئًا وَکَانَ مِنْ سِیْرَتِهٖ فِیْ جُزْءِ
الْاُمَّةِ اِیْثَارُ اَهْلِ الْفَضْلِ بِاِذْنِهٖ وَ
قِسْمَتُهٗ عَلٰی قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِی
الدِّیْنِ فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ وَمِنْهُمْ
ذُو الْحَاجَتَیْنِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ
فَیَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَیَشْغَلُهُمْ فِیْمَا
اَصْلَحَهُمْ وَالْاُمَّةَ مِنْ مَسْأَلَتِهٖ
عَنْهُمْ وَاِخْبَارُهُمْ بِالَّذِیْ یَنْبَغِیْ
لَهُمْ وَیَقُوْلُ لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْکُمُ

ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کیلئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کیلئے (جیسے ان سے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لئے پھر اپنے حصّہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے) اور اس حصّہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے) اور اس حصّہ امت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہلِ فضل (یعنی اہلِ علم و عمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر انکے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں تو آپ انکی حاجت میں مشغول ہوتے اور انکو ایسے شغل میں لگاتے جس میں انکی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ

---

ل قال ابن الاثیر اراد ان العامۃ لا تصل الیہ فی ہذا الوقت فکانت الخاصۃ تخبر العامۃ بما سمعت منہ فکانہ اوصل الفوائد الی العامۃ بسبب الخاصۃ وقیل ان الباء بمعنی من ای جعل وقت العامۃ بعد وقت الخاصۃ بدلا منہم ۱۲

الْغَائِبَ وَاَبْلِغُوْنِیْ حَاجَةَ مَنْ لَّا

یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغِیْ حَاجَتَہٗ فَاِنَّہٗ مَنْ

اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ

اِبْلَاغَھَا ثَبَّتَ اللّٰہُ قَدَمَیْہِ یَوْمَ

الضمیر للحاجۃ ۱۲

الْقِیَامَةِ عَلَی الصِّرَاطِ لَا یُذْکَرُ

عِنْدَہٗ اِلَّا ذٰلِکَ وَلَا یَقْبَلُ مِنْ

ای حوائج الناس ۱۲

اَحَدٍ غَیْرَہٗ وَفِیْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ

ای غیر ہذا الکلام ۱۲

بْنِ وَکِیْعٍ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

یَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا وَلَا یَتَفَرَّقُوْنَ

عَنْہُ اِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ وَیَخْرُجُوْنَ

اَدِلَّةً یَعْنِیْ فُقَھَاءَ قُلْتُ فَاَخْبِرْنِیْ

مقولہ امام حسین ۱۲

عَنْ مَخْرَجِہٖ کَیْفَ یَصْنَعُ فِیْہِ

قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

علیہ وسلم ۱۲

(حاشیہ: ای طالبین للخیر [illegible] ۱۲)

آپ سے پوچھتے اور ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیر ذلک) نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیع کی حدیث میں حضرت علیؓ کا یہ قول بھی ہے کہ لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپ کے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھ سے بیان کیجئے کہ اس وقت میں کیا کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ آپ

---

لے یعنی در می آمدند صحابہ در مجلس پیغمبر در آں حالت کہ طالب و محتاج علم بودند ہچوں احتیاج ایشاں بطعام و متفرق نمی شدند مگر از چشیدن علم یا گوئیم کہ با تعلم علم می خوردند شراب با طعام و بیروں می آمدند با فقہ و اسلام ۱۲　　ے طالبین مجتمعین محتاجین لما عندہ ۱۲

وَسَلَّمَ يَخْزُنُ لِسَانَهٗ اِلَّا مِمَّا يَعْنِيْهِمْ ... اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے

وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُفَرِّقُهُمْ وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ ... اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفرقہ نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار

كُلِّ قَوْمٍ وَّيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ وَيُحَذِّرُ النَّاسَ ... آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگوں کو (امورِ مضرہ سے)

وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّطْوِيَ ... حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی

عَنْ اَحَدٍ بِشْرَهٗ وَخُلُقَهٗ وَيَتَفَقَّدُ ... اور خوش خوئی میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والوں

اَصْحَابَهٗ وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي ... کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ انکو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم

النَّاسِ وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهٗ ... کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے

وَيُقَبِّحُ الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّنُهٗ مُعْتَدِلُ ... آپ کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی

الْاَمْرِ غَيْرُ مُخْتَلِفٍ لَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ ... کسی طرح کر لیا) لوگوں کی تعلیم مصلحت سے غفلت نہ فرماتے

اَنْ يَّغْفُلُوْا اَوْ يَمَلُّوْا لِكُلِّ حَالٍ ... بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر ان کو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعضے تو خود دین سے) غافل ہو جاویں گے یا

عِنْدَهٗ عَتَادٌ لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ ... (بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے) اکتا جاویں گے ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص

وَلَا يُجَاوِزُهٗ اِلٰى غَيْرِهِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهٗ ... انتظام تھا حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے لوگوں میں سے آپ کے مقرب

مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ اَفْضَلُهُمْ ... بہترین لوگ ہوتے سب میں افضل آپکے نزدیک وہ شخص

(حواشی بین السطور: يحفظ ۱۲ — لے يحترز الى يحفظ ۱۲ — نمی پیچید از کسے ۱۲ — خوار می پندا شت ۱۲ — ساختگی ۱۲ — مبتدا ۱۲ — خبر ۱۲ — مبتدا ۱۲ — بفتح ذال اوزار و تیاری ۱۲)

---

لے بفتح عین مہملہ و تاء مثناۃ فوقانیہ و آخرہ دال مہملہ اے یصلح کل ما یقع من الامور ۱۲

عِنْدَهٗ اَعَمُّهُمْ نَصِيْحَةً وَّاَعْظَمُهُمْ
(خبر ١٢ — مبتدا ١٢)
عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً اَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً
وَّمُوَازَرَةً فَسَاَلْتُهٗ عَنْ مَجْلِسِهٖ
عَمَّا كَانَ يَصْنَعُ فِيْهِ فَقَالَ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَجْلِسُ وَلَا يَقُوْمُ اِلَّا عَلٰى ذِكْرٍ
وَلَا يُوْطِنُ الْاَمَاكِنَ وَيَنْهٰى عَنْ
(ای لا یتخذ ١٢ — لصلاۃ موضعا معلوما ١٢)
اِيْطَانِهَا وَاِذَا انْتَهٰى اِلَى الْقَوْمِ جَلَسَ
حَيْثُ يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذٰلِكَ
وَيُعْطِيْ كُلَّ جُلَسَائِهٖ نَصِيْبَهٗ
(یعنی ہر مصاحب را ادا حق صحبت او باہتمام میکرد تا آنکہ ہمی دانست)
حَتّٰى لَا يَحْسِبُ جَلِيْسُهٗ اَنَّ اَحَدًا اَكْرَمُ
عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهٗ اَوْ قَاوَمَهٗ
(ای نشست ١٢ — ای ایستاد ١٢)
لِحَاجَةٍ صَابَرَهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ
(ای قام له ١٢)
الْمُنْصَرِفَ مَنْ سَاَلَهٗ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهٗ
اِلَّا بِهَا اَوْ بِمَيْسُوْرٍ مِّنَ الْقَوْلِ
(ای بجواب کلام حلو ١٢)

ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری واعانت بخوبی کرتا۔ پھر میں نے ان سے آپ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اس میں آپ کا کیا معمول تھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں) اور دوسروں کو بھی (اس طرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے) یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص کسی ضرورت کیلئے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اس کے ساتھ مقید رہتے۔ جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اسکو واپس نہ

---

لہ قال النووی انما ورد النہی عن ایطان موضع فی المسجد لخوف الریاء والا فلا بأس بملازمۃ الصلوٰۃ فی موضع معین من البیت لحدیث عتبان بن مالک ١٢

قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهٗ وَخُلُقُهٗ
فَصَارَ لَهُمْ اَبًا وَّصَارُوْا عِنْدَهٗ (فی التعلیم والشفقۃ ۱۲)
فِي الْحَقِّ مُتَقَارِبِيْنَ مُتَفَاضِلِيْنَ
فِيْهِ بِالتَّقْوٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى
صَارُوْا عِنْدَهٗ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهٗ
مَجْلِسُ حِلْمٍ وَّعِلْمٍ وَّحَيَاءٍ وَّصَبْرٍ
وَّاَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَصْوَاتُ
وَلَا تُؤْبَنُ[1] فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰى فِيْهِ (جمع حرمۃ والمراد اعراضها علی التجوز ۱۲)
فَلَتَاتُهٗ[2] يَتَعَاطَفُوْنَ بِالتَّقْوٰى
مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ (ای فی مجلسہ ۱۲)
وَيَرْحَمُوْنَ الصَّغِيْرَ وَيَرْفِدُوْنَ (ای یعینون ۱۲)
ذَا الْحَاجَةِ وَيَرْحَمُوْنَ الْغَرِيْبَ
فَسَاَلْتُهٗ عَنْ سِيْرَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ جُلَسَائِهٖ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ ([illegible])

کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام
لوگوں کے لئے عام تھی گویا بجائے ان کے باپ
کے ہوگئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک
حق میں (فی نفسہٖ) مساوی تھے (البتہ) تقویٰ کی
وجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقویٰ کی زیادتی کو
تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں
سب باہم متساوی تھے) اور ایک دوسری روایت
میں ہے کہ حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے
آپکی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس
ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی
کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی
غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی۔ آپ کے
اہلِ مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب
متواضعانہ مائل ہوتے تھے اس میں بڑوں کی توقیر
کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور
صاحبِ حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے
وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے ان سے آپکی
سیرت اپنے اہلِ مجلس کے ساتھ دریافت کی انہو
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہمہ وقت کشادہ رو رہتے

---

۱ ابنت الرجل اذا رمیتہ بخلۃ سوء فهو مابون ای معمول فی دبرہ والمراد لا تذکر فیہ الامور القبیحۃ یقال فلان یؤبن بکذا ای یذکر بقبیح ۱۲

۲ ای هفواتہ وزلاتہ والضمیر للقائل ای لم یکن فی مجلسہ فلتۃ وان کانت من احد سترت ۱۲

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

سَهْلَ الْخُلُقِ لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ
بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا صَخَّابٍ وَّلَا
السخب والصخب کلاهما بمعنی
فَحَّاشٍ وَّلَا عَيَّابٍ[۱] وَّلَا مَدَّاحٍ
يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ
مِنْهُ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهٗ عَنْ ثَلَاثٍ اَلرِّيَاءِ
وَالْاِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيْهِ وَتَرَكَ
اے الاسراف ۱۲ وکثرۃ الکلام ۱۲ کلام جیسود ۱۲
النَّاسَ عَنْ ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَذُمُّ
اَحَدًا وَّلَا يُعَيِّرُهٗ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهٗ
طعنہ و سرزنش نمی کرد ۱۲
وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا فِيْمَا يَرْجُوْ ثَوَابَهٗ
وَاِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَاۤؤُهٗ كَاَنَّمَا
عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ وَاِذَا سَكَتَ
اے النبی
تَكَلَّمُوْا لَا يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ
مَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهٗ اَنْصَتُوْا لَهٗ حَتّٰى

الصیاح و اضطراب الاصوات فی الخصومۃ [illegible] للعبید ۱۲

نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہو جاتے تھے
نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے
اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب
بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح
فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی
طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تغافل فرما جاتے
(یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اس سے
مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہو جاتے) آپ
نے تین چیزوں سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے
اور کثرت کلام سے اور بے سود بات سے اور تین
چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا کسی کی
مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا
عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جس میں
امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے
آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ
جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ
گئے ہوں اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ
لوگ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع
نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولتا اسکے فارغ
ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ
میں کوئی نہ بولتا) اہلِ مجلس (میں سے ہر شخص)

---

[۱] من العیب او عیاب بالغین المعجمۃ من الغیبۃ ۱۲

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَاۤئِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

يَفْرُغَ حَدِيثُهُمْ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ
يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا
يَتَعَجَّبُونَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ (جفاء)
فِي الْمَنْطِقِ وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ (الكلام)
الْحَاجَةِ يَطْلُبُهَا فَارْفِدُوهُ وَلَا يَطْلُبُ (اعطوه)
الثَّنَاءَ إِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى (لما لا من انعم عليه صلى الله عليه وسلم)
أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَتَجَوَّزَهُ فَيَقْطَعُهُ
بِانْتِهَاءٍ أَوْ قِيَامٍ وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ
كَيْفَ كَانَ سُكُوتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ كَانَ سُكُوتُهُ عَلَى أَرْبَعٍ عَلَى
الْحِلْمِ وَالْحَذَرِ وَالتَّقْدِيرِ وَالتَّفَكُّرِ (تيقظ)
فَأَمَّا تَقْدِيرُهُ فَفِي تَسْوِيَةِ النَّظَرِ وَ
الِاسْتِمَاعِ بَيْنَ النَّاسِ وَأَمَّا تَفَكُّرُهُ
فَفِيمَا يَبْقَى وَيَفْنَى وَجُمِعَ لَهُ الْحِلْمُ (من الدنيا)
فِي الصَّبْرِ فَكَانَ لَا يُغْضِبُهُ شَيْءٌ (من امور الدنيا)

کی بات (رغبت کے ساتھ سنے جانے میں
ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات
تھی (یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی) جس
بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے
آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں
کے ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی
کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب
حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو
اور کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اس کو جائز نہ رکھتے البتہ
اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ
مشروع ہونے اس ثنا کے بشرط عدم تجاوز حد کے
اسکو گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک
کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے
سے یا اٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے اور
ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپ کا سکوت
کس کیفیت کا تھا انہوں نے کہا کہ آپ کا سکوت چار
امر پر مشتمل ہوتا تھا حلم اور بیدار مغزی اور انداز کی رعایت
اور فکر (آگے ہر ایک کا بیان ہے) سو انداز کی رعایت
تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور انکی عرض
معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی
میں فرماتے تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کے بقا کو
سوچا کرتے) اور حلم آپ کا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا
(آگے اس ضبط کا بیان ہے) سو آپ کو کوئی چیز ایسا

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ

يَسْتَفِزُّهٗ وَجُمِعَ لَهٗ فِي الْحَذَرِ اَرْبَعٌ
اَخْذُهٗ بِالْحَسَنِ لِيُقْتَدٰى بِهٖ وَتَرْكُهُ
الْقَبِيْحَ لِيُنْتَهٰى عَنْهُ وَاجْتِهَادُ الرَّاْيِ
بِمَا اَصْلَحَ اُمَّتَهٗ وَالْقِيَامُ لَهُمْ بِمَا جَمَعَ
لَهُمْ اَمْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِعْلَمْ اَنَّ
مِثْلَ هٰذِهِ الشَّمَائِلِ وَرَدَ فِيْ اَحَادِيْثَ
شَتّٰى عَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَبَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ جُحَيْفَةَ وَجَابِرِ
بْنِ سَمُرَةَ وَاُمِّ مَعْبَدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَ
مُعَرِّضِ بْنِ مُعَيْقِيْبٍ وَاَبِي الطُّفَيْلِ وَ
عَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ وَخُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ وَحَكِيْمِ
بْنِ حِزَامٍ وَلْنَحْتَسِبْ بِذِكْرِ نُبَذٍ مِّنْهَا اَيْضًا
فَقَالُوْا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ اَدْعَجَ اَنْجَلَ
اَشْكَلَ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ اَبْلَجَ اَزَجَّ اَقْنٰى اَفْلَجَ

غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جا رفتہ کر دے۔ اور بیدار مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتدا کریں۔ دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو۔ چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جنمیں انکی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔

(وصل سوم تتمہ وصل اول میں) جاننا چاہئے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق حدیثوں میں ان حضرات سے وارد ہوئے ہیں حضرت انس رضی حضرت ابوہریرہ رضی حضرت براء بن عازب رضی حضرت عائشہ رضی حضرت ابو جحیفہ رضی حضرت جابر بن سمرہ رضی حضرت ام معبد رضی حضرت ابن عباس رضی حضرت معرض بن معیقیب رضی حضرت ابو الطفیل رضی حضرت عداء بن خالد رضی حضرت خریم بن فاتک رضی حضرت حکیم بن حزام رضی ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا اس میں سے ذکر کرتے ہیں پس ان سب حضرات نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھیں تھیں آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے مژگانیں آپ کی دراز تھیں دونوں ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھی بینی مبارک بلند تھی دندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں (یعنی

[illegible] ١٢

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ — جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ

مُدَوَّرَ الْوَجْهِ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ
كَثَّ اللِّحْيَةِ تَمْلَاُ صَدْرَهٗ سَوَاءَ الْبَطْنِ
وَالصَّدْرِ وَاسِعَ الصَّدْرِ عَظِيْمَ الْمَنْكِبَيْنِ
ضَخْمَ الْعِظَامِ عَبْلَ الذِّرَاعَيْنِ
وَالْعَضُدَيْنِ وَالْاَسَافِلِ رَحْبَ (یعنی ساق پا)
الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ (خط موئے ۱۲)
رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ
وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَلَمْ يَكُنْ
يُمَاشِيْهِ اَحَدٌ يُنْسَبُ اِلَى الطُّوْلِ
رَجِلَ الشَّعْرِ وَاِذَا افْتَرَّ ضَاحِكًا افْتَرَّ
عَنْ مِّثْلِ سَنَا الْبَرْقِ وَعَنْ مِّثْلِ حَبِّ (روشنی ۱۲)
الْغَمَامِ وَاِذَا تَكَلَّمَ رُاِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ
مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ اَحْسَنَ النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ
بِمُطَهَّمٍ وَلَا مُكَلْثَمٍ مُتَمَاسِكَ الْبَدَنِ (کلثم کثیر لحم الخدین والوجہ ۱۲)
ضَرْبَ اللَّحْمِ وَفِيْ رِوَايَاتٍ اُخَرَ سَجِرَ

بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے) چہرہ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کلاں تھے استخواں بھاری تھیں دونوں کلائیاں اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا قد مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے میں دھسے ہوئے ہوں اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار میں ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپ کا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے جب ہنستے ہیں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا (بلکہ مائل بتدویر تھا) بدن گٹھا ہوا گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ    جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

الْعَيْنِ ضَخْمَ الْمُشَاشِ اِذَا وَطِئَ بِقَدَمِهٖ وَطِئَ بِكُلِّهَا لَيْسَ لَهٗ اَخْمَصُ هٰذَا كُلُّهٗ خُلَاصَةُ مَا فِي الشِّفَاءِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ فِي شَمَائِلِهٖ عَنْ اَنَسٍ كَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ كَانَ فِي وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْمَسْرُبَةٍ اِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كَانَ ضَلِيْعَ الْفَمِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ اَشْكَلَ

کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے جب زمین پر پاؤں رکھتے تو پورا پاؤں رکھتے تھے تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے مضمون کا خلاصہ ہے اور ترمذیؒ نے اپنے شمائل میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کف دست اور دونوں قدم پُرگوشت تھے سرِ مبارک کلاں تھا جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں دھا ہوا ہو آپ کے چہرۂ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا تھا اس میں سرخی دمکتی تھی۔ سیاہ آنکھیں تھیں مژگاں دراز تھیں شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مُو تھا (یعنی بدن بھر پر بال نہ تھے البتہ) سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی۔ جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورا پھر کر دیکھتے۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا    عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

الْعَيْنَيْنِ اِذَا نَظَرْتَ اِلَيْهِ قُلْتَ اَكْحَلُ
الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ اَيْ لَيْسَ مُكْتَحِلٍ
وَقَالَ اَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقْتَصِدًا
عَنْ اَنَسٍ كَانَ رَبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ
اَسْمَرَ اللَّوْنِ عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ
اُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ وَرُوِيَ
فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا
بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا
بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ
بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ
سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِيْنَ وَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشْرَةَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ

ڈورے تھے جب آپ کی طرف نظر کرو تو یوں سمجھو کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثی رضؓ نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمی رنگ تھے موئے سر دراز تھے بُنِ گوش تک آپ پر ایک سرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور شمائلِ ترمذی میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے تھے اور موئے مبارک آپ کے نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بلدار تھے) اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ میں دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباس رضؓ کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی (دس برس کی روایت میں کسر کو حساب میں نہیں لیا پس دونوں روایتیں متطابق ہیں) اور مدینہ میں دس سال رہے۔

عَشَرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَأْسِ
سِتِّيْنَ سَنَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ
وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً وَقَالَ
الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ اَيْ فِي
الرِّوَايَةِ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ
شَعْرَةً بَيْضَاءَ وَقَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ
الشُّعُوْرَ الْاَبْيَضَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ
كَانَ سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ
رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ
بَيْضَةِ الْحَمَامِ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ
مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ
الْاَنْصَارِيِّ شَعَرَاتٍ مُّجْتَمِعَةٍ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ
كَانَ فِيْ ظَهْرِهٖ بِضْعَةٌ نَّاشِزَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ
مِثْلَ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيْلَانٌ كَاَنَّهَا ثَآلِيْلُ

پھر ساٹھ سال کی عمر میں اور ابن عباسؓ کے
قول پر تریسٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے
آپ کو وفات دی اور امام بخاریؒ نے فرمایا
کہ تریسٹھ سال کی روایتیں زیادہ ہیں اور
(باوجود اتنی عمر کے) آپ کے سر اور ریش مبارک
میں سفید بال بیس بھی نہ تھے اور محققین
نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی میں
سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن
سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو آپکے
دونوں شانوں کے درمیان میں
ایک سرخ اور ابھرا ہوا گوشت مثل
بیضۂ کبوتر کے دیکھا اور حضرت سائب
بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ وہ مثل چھپر کھٹ
(مسہری) کی گھنڈی کے تھی اور عمرو بن اخطبؓ
انصاری سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور
حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ کی
کمر پر ایک ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور ایک
روایت میں ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اسکے گرداگرد
تل تھے جیسے مسّے ہوتے ہیں (اور ان روایات میں
کچھ تنافی نہیں سب اوصاف کا جمع ہونا ممکن ہے)

قَالَ الْبَرَاءُ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ
فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ
مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ
تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِذَا ضَحِكَ
يَتَلَأْلَأُ نُوْرُهٗ فِي الْجُدُرِ وَقِيْلَ لِجَابِرٍ
كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَالسَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَالشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَقَالَتْ
اُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ اَجْمَلَ النَّاسِ مِنْ
بَعِيْدٍ وَاَحْلَاهُ وَاَحْسَنَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ
وَقَالَ عَلِيٌّ مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهٗ وَمَنْ
خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا
بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ قَالَ اَنَسٌ مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا

حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی بالوں والا سرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی چادر) پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ مثل آفتاب اور ماہتاب کے مدور تھا (تلوار کی تشبیہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں ہوتی) اور حضرت امّ معبدؓ نے کہا کہ آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ میں دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت کرتا تھا میں نے آپ جیسا (صاحب جمال و صاحب کمال) نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔

(وصل چہارم آپ کے طیب و مطیب ہونے میں)

اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر

قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَّلَا شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُصَافِحُ الْمُصَافِحَ فَيَظَلُّ يَوْمَهٗ يَجِدُ رِيْحَهَا فَيَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِ الصَّبِيِّ فَيُعْرَفُ مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَانِ بِرِيْحِهَا وَنَامَ فِيْ دَارِ أَنَسٍ فَعَرِقَ فَجَاءَتْ أُمُّهٗ بِقَارُوْرَةٍ تَجْمَعُ فِيْهَا عَرَقَهٗ فَسَأَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيْبِ وَذَكَرَ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ الْكَبِيْرِ عَنْ جَابِرٍ لَمْ يَكُنْ يَمُرُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَرِيْقٍ فَيَتْبَعُهٗ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهٗ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِهٖ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوْيَهْ إِنَّ تِلْكَ كَانَتْ رَائِحَتَهٗ بِلَا طِيْبٍ

اور کوئی مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی اور آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا اور آپ ایک بار حضرت انس رضؓ کے گھر میں سوئے تھے اور آپ کو پسینہ آیا تھا تو حضرت انس رضؓ کی والدہ ایک شیشی لاکر آپ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارہ میں پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملاویں گے اور یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے اور امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف لے گئے ہیں اسحق بن راہو نے کہا ہے کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئے (خود آپ کے بدنِ مبارک میں) تھی

وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْمُزَنِيُّ
عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ
النُّبُوَّةِ بِفِيَّ فَكَانَ يَنِمُّ عَلَيَّ مِسْكًا
وَرُوِيَ أَنَّهُ إِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ
الْأَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهُ وَبَوْلَهُ
وَفَاحَتْ لِذٰلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ كَذَا
رَوَتْ عَائِشَةُ رض وَلِذَا قِيلَ بِطَهَارَةِ
الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ حَكَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ سَابِقٍ
الْمَالِكِيُّ وَأَبُو نَصْرٍ وَشَرِبَ مَالِكُ بْنُ
سِنَانٍ دَمَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَصَّهُ فَقَالَ
لَنْ تُصِيبَهُ النَّارُ وَشَرِبَ عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ زُبَيْرٍ رض دَمَ حِجَامَتِهِ وَشَرِبَتْ بَرَكَةُ
بَوْلَهُ وَأُمُّ أَيْمَنَ خَادِمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدَاهُ إِلَّا كَمَاءٍ

اور ابراہیم بن اسمٰعیل مزنی نے حضرت جابرؓ
سے روایت کی ہے کہ مجھ کو (ایک بار)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے
سواری پر بٹھلالیا میں نے مہر نبوت کو اپنے
منہ میں لے لیا سو اس میں سے مشک کی
لپٹ آرہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب
بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ
جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی او
اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی۔
حضرت عائشہ رض نے اسی طرح روایت کیا ہے
اور اسی لئے علماء آپ کے بول و براز کے
طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ ابوبکر بن
سابق مالکی اور ابو نصر نے اس کو نقل کیا
ہے اور مالک بن سنان یوم احد میں
آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپ
نے فرمایا اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ
لگے گی اور عبداللہ بن زبیرؓ نے آپ کا
خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکتؓ
اور آپ کی خادمہ ام ایمنؓ نے آپ کا بول پی لیا
تھا سو انکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی

عَذْبٍ طَيِّبٍ وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعَ
السُّرَّةِ مُكَحَّلًا قَالَتْ اٰمِنَةُ اُمُّهٗ وَلَدْتُهٗ
نَظِيْفًا مَا بِهٖ قَذَرٌ وَكَانَ يَنَامُ حَتّٰى
يَكُوْنَ لَهٗ غَطِيْطٌ فَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ
عِكْرِمَةُ وَكَانَ مَحْرُوْسًا عَنْ حَدَثِ
الْمَنَامِ قَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَرَأْتُ
فِيْ اَحَدٍ وَّسَبْعِيْنَ كِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِيْ
جَمِيْعِهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَّاَفْضَلُهُمْ رَأْيًا
وَكَانَ يَرٰى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى فِي
الضَّوْءِ كَمَا رَوَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ يَرٰى
مِنْ بَعِيْدٍ كَمَا يَرٰى مِنْ قَرِيْبٍ وَكَانَ
يَرٰى مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرٰى مِنْ اَمَامِهٖ
وَكَانَ رَاٰى جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى
عَلَيْهِ وَرَاٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ مِنْ مَّكَّةَ

ہوتا ہے اور آپ (قدرتی) مختون آول نال کٹے ہوئے سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی۔ اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے<sup></sup>عہ بھی لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کئے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا) روایت کیا اس کو عکرمہ نے اور (وجہ اسکی یہ تھی کہ) آپ سونے میں حدث سے محفوظ تھے۔

(وصل پنجم آپ کی قوتِ بصر و بصیرت میں) وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں رائے میں سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اور آپ نے نجاشی کا جنازہ حبشہ میں دیکھ لیا تھا اور اس پر نماز پڑھی اور آپ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا

---

عہ لیکن وہ ایسے نہ تھے جو سننے والے کو ناگوار ہوں ۱۲ منہ

حِيْنَ وَصَفَهُ لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ
حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَهُ فِي الْمَدِيْنَةِ
وَكَانَ يَرٰى فِي الثُّرَيَّا اَحَدَ عَشَرَ
كَوْكَبًا وَصَرَعَ رُكَانَةَ اَشَدَّ اَهْلِ
زَمَانِهٖ حِيْنَ دَعَاهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَ
صَارَعَ اَبَا رُكَانَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَعَاوَدَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ
يَصْرَعُهُ وَكَانَ اَسْرَعَ فِي الْمَشْيِ
كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهُ قَالَ
اَبُوْهُرَيْرَةَ رض اِنَّا لَنَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَ
اِنَّهُ غَيْرُ مُكْتَرِثٍ وَكَانَ ضِحْكُهُ
تَبَسُّمًا وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا وَ
اُوْتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ لَهُ
كُلُّ الْاَرْضِ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا
وَاُحِلَّتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَاُعِدَّتْ

جب کہ قریش کے سامنے اسکا نقشہ بیان فرمایا (یہ سب
معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور جب آپ نے مدینہ منورہ
میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اس وقت خانہ کعبہ کو دیکھ
لیا تھا اور آپ کو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے۔
(وصل ششم آپکی قوت بدنیہ وغیرہ میں) اور آپ کی
قوت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ) نے رکانہ کو جو اپنے
اہل زمانہ میں بہت قوی (مشہور) تھے کشتی میں گرا دیا
جب کہ انکو اسلام کی دعوت دی (اور انھوں نے اپنا اسلام
کو اسپر معلق کیا کہ مجھ کو کشتی میں گرا دیجئے) اور قبل زمانہ
اسلام کے آپ نے ابو رکانہ کو کشتی میں گرا دیا تھا وہ دوسری
تیسری بار پھر آپ کے مقابل ہوا آپ ہر بار میں اسکو پچھاڑ
پچھاڑ دیتے تھے اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی
چلی آرہی ہو حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش
کرتے تھے (کہ آپ کے ساتھ چل سکیں) اور آپ کچھ اہتمام
بھی نہ فرماتے تھے (پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپ کا
ہنسنا تبسم ہوتا تھا اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے
تھے تو پورے اس طرف مڑ کر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے)
(وصل ہفتم آپ کے بعض خصائص میں) اور آپکو کلمات
جامعہ عطا کئے گئے اور تمام زمین آپ کیلئے مسجد اور
آلہ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص مسجد ہی میں
نماز درست ہو اور جگہ درست نہ ہو اور اسی طرح ہر جگہ کی
مٹی سے بشرط پاک ہونے کے تیمم درست ہے) اور آپ کیلئے
غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی شریعتوں میں مال
غنیمت کا حلال نہ تھا) اور آپ

لَهُ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرٰى وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَبُعِثَ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَكَافَّةِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَعَلِمَ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا اَقُوْلُ بَلِ الْاَلْسِنَةَ كُلَّهَا قَالَتْ اُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ حُلْوَ الْمَنْطِقِ فَصْلًا لَا نَزْرٌ وَلَا هَذْرٌ كَانَ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نُظِمْنَ وَكَانَ قَلِيْلَ الْاَكْلِ وَالنَّوْمِ وَكَانَ لَا يَتَّكِئُ فِي الْاَكْلِ وَمَعْنَاهُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهُ لَا يَعْتَمِدُ عَلٰى شَيْءٍ مِمَّا تَحْتَهُ وَلَا مَائِلًا اِلٰى شِقٍّ اِنَّمَا كَانَ جُلُوْسُهُ لِلْاَكْلِ جُلُوْسَ الْمُسْتَوْفِزِ مُقْعِيًا وَكَانَ يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اِسْتِظْهَارًا عَلٰى قِلَّةِ الْمَنَامِ

شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص کیا گیا۔ اور آپ جن وانس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے (وصل ہشتم آپ کے کلام وطعام ومنام وقعود وقیام میں) اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں (یہ بعض کا قول ہے) اُم معبد رضؓ کہتی ہیں کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرماویں) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے۔ کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور معنی اس کے اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپ کے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا تکیہ کے سہارے) بوجھ دے کر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانے کے لئے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لئے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اکڑو بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت منام میں معین ہو۔

قَالَ اَنَسٌ اُعْطِیَ قُوَّۃَ ثَلٰثِیْنَ رَجُلًا اَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ وَرُوِیَ قُوَّۃَ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا فِی الْجِمَاعِ وَرُوِیَ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَی النَّاسِ بِاَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ وَالشَّجَاعَۃِ وَکَثْرَۃِ الْجِمَاعِ وَقُوَّۃِ الْبَطْشِ وَکَانَ ذَا وَجَاھَۃٍ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَبَعْدَھَا رُوِیَ عَنْ قَیْلَۃَ اَنَّھَا لَمَّا رَاَتْہُ اُرْعِدَتْ مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَ یَا مِسْکِیْنَۃُ عَلَیْکِ السَّکِیْنَۃَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَامَ بَیْنَ یَدَیْہِ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو فَاُرْعِدَ فَقَالَ ھَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِکٍ جَبَّارٍ وَلَقَدْ اُوْتِیَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ وَمَفَاتِیْحَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَیْہِ فِیْ حَیٰوتِہٖ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْیَمَنِ وَجَمِیْعُ

(وصل نہم آپ کی بعض صفات و مکارم اخلاق شجاعت و سخاوت و ہیبت و جاہ و بے نفسی و ایثار وغیرہ میں) حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اس کو نسائی نے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی۔ سخاوت اور شجاعت اور قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد میں بھی صاحب وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگیں آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی دُرست) اور حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے آپ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں اور آپ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف میں) عطا کی گئی تھیں اور آپ کی حیات میں بلادِ حجاز اور یمن اور تمام

جَزِيْرَةُ الْعَرَبِ وَحَوَالِي الشَّامِ وَالْعِرَاقِ
وَجُلِبَتْ اِلَيْهِ الْاَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ
وَالْاَعْشَارُ وَاُهْدِيَتْ مِنَ الْمُلُوْكِ
هَدَايَا فَصَرَفَ كُلَّهَا لِوَجْهِ اللّٰهِ وَاَغْنٰى
بِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ
اُحُدًا ذَهَبًا يَبِيْتُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ
اِلَّا دِيْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَيْنِيْ وَهٰذَا مِنْ
كَمَالِ سَخَائِهٖ وَجُوْدِهٖ وَعَطَائِهٖ فَاِنَّهٗ مَاتَ
وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ فِيْ نَفَقَةِ عِيَالِهٖ وَكَانَ
مُقْتَصِرًا فِيْ نَفَقَتِهٖ وَمَلْبَسِهٖ وَمَسْكَنِهٖ
عَلٰى مَا تَدْعُوْهُ الضَّرُوْرَةُ اِلَيْهِ وَكَانَ يَلْبَسُ
فِي الْغَالِبِ الشَّمْلَةَ وَالْكِسَاءَ الْخَشِنَ وَالْبُرْدَ
الْغَلِيْظَ وَيَقْسِمُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ اَقْبِيَةَ
الدِّيْبَاجِ الْمَنْسُوْجِ بِالذَّهَبِ وَيَرْفَعُ لِمَنْ
لَمْ يَحْضُرْهُ عَنْ عَائِشَةَ رض كَانَ خُلُقُهٗ

جزیرۂ عرب اور نواحی شام و عراق فتح ہو گئے تھے
اور آپ کے حضور میں خمس اور صدقات اور
عشر حاضر کئے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف
سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو
آپ نے لوجہ اللہ صرف فرمایا اور مسلمانوں
کو غنی کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو یہ بات خوش
نہیں آتی کہ میرے لئے کوہ احد سونا بن جاوے
اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی
میرے پاس رہے بجز ایسے دینار کے جس کو
کسی واجب مطالبہ کے لئے تھام لوں اور
یہ آپ کی کمال سخاوت جود و عطا ہے چنانچہ
اسی کمالِ سخاوت کے سبب آپ مقروض
رہتے تھے حتیٰ کہ آپ نے جس وقت وفات
فرمائی ہے تو آپ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات
میں رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ
اور پوشاک اور مسکن میں صرف قدر ضرورت پر
اکتفا فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمل
اور موٹا کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے اور
(بعض اوقات) اپنے اصحاب کو دیبا کی قبائیں
جس میں سونے کے تار بنے ہوتے تھے تقسیم
فرماتے تھے اور جو ان میں موجود نہ ہوتے
ان کے لئے اٹھا کر رکھتے تھے اور
حضرت عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق

الْقُرْاٰنَ يَرْضٰى بِرِضَاهُ وَيَسْخَطُ بِسَخَطِهٖ حَتّٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ جَبَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ اَصْلِ فِطْرَتِهٖ عَلٰى مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَرَزَانَةِ الطَّبْعِ وَاعْتِدَالِ الْمِزَاجِ وَقَالَتْ اٰمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ اِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ بَاسِطًا يَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ رَافِعًا رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَشَأْتُ بُغِّضَ اِلَيَّ الْاَوْثَانُ وَالشِّعْرُ وَلَمْ اَهُمَّ بِشَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمَا ثُمَّ لَمْ اَعُدْ وَكَانَ اَصْبَرَ النَّاسِ عَلٰى اَذَاهُمْ وَاَحْلَمَهُمْ

قرآن تھا اس کی خوشی کی بات سے آپ خوش ہوتے تھے اور اس کی ناخوشی کی بات سے آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی قرآن سے جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی ہے آپ کی خوشی و ناخوشی اسی کے تابع تھی حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اصل فطرت میں مکارم اخلاق اور متانت طبع اور اعتدال مزاج پر پیدا کیا تھا۔ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب کہتی ہیں کہ آپ جس وقت پیدا ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

(وصل دہم آپ کی عصمت میں) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو ہوش آیا بتوں سے اور شعر گوئی سے مجھ کو نفرت تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع) کا مجھ کو خیال تک بھی نہیں آیا بجز دو بار کے اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو محفوظ رکھا پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہیں آئی۔

(وصل یازدہم تتمۂ وصل نہم میں) اور آپ لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔

يَعْفُوْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهٗ
وَيُعْطِيْ مَنْ حَرَمَهٗ وَيَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ
وَكَانَ يَخْتَارُ اَيْسَرَ الْاَمْرَيْنِ مَالَمْ
يَكُنْ اِثْمًا وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ حَتّٰى رُوِيَ
فِيْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ اَنَّ عُتْبَةَ
بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخَا سَعْدِ بْنِ اَبِيْ
وَقَّاصٍ رَمٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَكَسَرَ
رُبَاعِيَتَهُ الْيُمْنَى السُّفْلٰى وَشَجَّ
وَجْهَهٗ فَقَالُوْا لَوْ دَعَوْتَ عَلَيْهِمْ
فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهٖ شَيْئًا
قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَمَا ضَرَبَ امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا

برائی کرنے والے سے درگذر فرماتے تھے اور جو شخص
آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اس سے سلوک کرتے تھے
اور جو شخص آپ کو نہ دیتا آپ اس کو دیتے
اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اس سے درگذر فرماتے
اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ
اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اسمیں
اپنے متبعین کیلئے آسانی کی رعایت فرمائی اور نیز تجربہ
ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کیلئے بھی آسانی
تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا
حتّٰی کہ سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ حضرت
سعد بن ابی وقاص رض کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص
نے احد کے روز آپ پر پتھر چلایا اس سے آپ کا
دندان رباعیہ زیریں جانب راست کا شکستہ ہو گیا
(یعنی جھڑ گیا اور رباعیہ کہتے ہیں سامنے کے چار دانتوں
کے دونوں کروٹوں کی طرف کے چار دانتوں کو دو دو
اوپر اور دو نیچے) اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا
لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان پر بددعا کیجئے آپ نے
فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کیجئے
کیونکہ ان کو خبر نہیں اور آپ نے کبھی کسی چیز کو
(یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا
البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے
اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔

وَرَوٰى عَنْ جَابِرٍ مَا سُئِلَ شَيْئًا فَقَالَ لَا وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ شعر

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپنے انکار فرمادیا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جس کا ترجمہ فارسی میں یہ ہے) ؎

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمْ

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

وَكَانَ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَكْسِبُ لِلْمَعْدُوْمِ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ فِيْ نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَرَوٰى التِّرْمِذِيُّ اَنَّهٗ اُتِيَ اِلَيْهِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى حَصِيْرٍ فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ وَلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَيْءٌ قَضَيْنَا فَقَالَ عُمَرُ مَا كَلَّفَكَ اللّٰهُ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ

اور آپ درماندوں کا بار اٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دے دیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام ترمذی نے روایت کیا کہ آپ کے پاس ایک بار نوے ہزار درہم آئے (تقریباً پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریے پر رکھے گئے سو آپنے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے پھر آپکے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپنے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا (جو تجھ کو دے سکوں) لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے جب ہمارے پاس کچھ آوے گا ہم ادا کر دینگے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت میں نہ ہو حق تعالیٰ نے آپ کو اسکا مکلف نہیں فرمایا (پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی پھر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ

يا رسول الله انفق ولا تخف من ذي
العرش اقلالا فتبسم ورئي البشر
في وجهه وكان لا يدخر شيئا لغد
كما رواه انس عن ابن عباس كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اجود بالخير
من الريح المرسلة قال ابن عمر ما رايت
اشجع ولا انجد ولا اجود ولا ارضى
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
وكنا يوم بدر نلوذ بالنبي صلى الله
عليه وسلم وكان الشجاع من
يقرب منه اذا دنى العدو لقربه منه
وعن ابي سعيد الخدري كان اشد
حياء من العذراء في خدرها وكان
لطيف البشرة رقيق الظاهر لا يشافه
احدا بما يكرهه وعن عائشة رض

یارسول اللہ خوب خرچ کیجئے اور مالک عرش
(یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ
کیجئے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ مبارک
پر بشاشت نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کے
لئے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت
انس رض نے حضرت عباس رض سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش
خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے۔
(وصل دوازدہم دوسرے بعض اخلاق جمیلہ و طرز
معاشرت میں) حضرت ابن عمر رض نے کہا ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع
دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ
(دوسرے اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ دیکھا
اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا
جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپ سے نزدیک ہوتا
جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو
بھی (اس صورت میں) غنیم کے قریب رہنا پڑتا
تھا اور حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے
کہ آپ شرم وحیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے
کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ نہایت
لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو برو ناگوار
بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ

| | |
|---|---|
| لَمْ یَکُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا | نہ آپ بروئے عادت سخت گو تھے اور نہ بہ تکلف |
| بِالْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِی السَّیِّئَۃَ بِالسَّیِّئَۃِ وَلٰکِنْ | سخت گو بنتے تھے۔ اور نہ بازاروں میں خلاف |
| یَعْفُوْ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو کَانَ مِنْ | وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا عوض |
| حَیَائِہٖ لَا یُثْبِتُ بَصَرَہٗ فِیْ وَجْہِ اَحَدٍ وَّکَانَ | برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو |
| یَکْنِیْ عَمَّا اضْطُرَّ اِلَیْہِ مِنَ الْمَکْرُوْھَاتِ | سے روایت ہے کہ غایت حیاء سے آپ کی نگاہ |
| وَعَنْ عَلِیٍّ کَانَ اَوْسَعَ النَّاسِ صَدْرًا | کسی شخص کے چہرہ پر نہیں ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں |
| وَّاَصْدَقَھُمْ لَھْجَۃً وَّاَلْیَنَھُمْ عَرِیْکَۃً | میں آنکھیں نہیں ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب |
| وَّاَکْرَمَھُمْ عَشِیْرَۃً وَّکَانَ یُجِیْبُ | چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو |
| مَنْ دَعَاہُ وَیَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَلَوْ کَانَتْ | کنایہ میں فرماتے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے |
| کُرَاعًا وَّیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْعَبْدِ وَالْحُرِّ | کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے بات کے |
| وَالْاَمَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ وَیَعُوْدُ الْمَرْضٰی | سچے تھے طبیعت کے نرم تھے معاشرت میں نہایت |
| فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ وَیَقْبَلُ عُذْرَ | کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اسکی |
| الْمُعْتَذِرِ وَیَبْدَأُ اَصْحَابَہٗ بِالْمُصَافَحَۃِ | دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ |
| وَلَمْ یُرَ قَطُّ مَادًّا رِجْلَیْہِ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ | (ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا |
| حَتّٰی یَضِیْقَ بِھِمَا عَلٰی اَحَدٍ وَّیُکْرِمُ | اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی |
| | اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی |
| | قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی |
| | (اگر مریض (ہوتا اس) کی عیادت فرماتے |
| | اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے |
| | اور اپنے اصحاب سے ابتداءً مصافحہ |
| | کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں |
| | پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس سے |
| | اوروں پر جگہ تنگ ہوجاوے اور جو آپ کے |

مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَرُبَّمَا بَسَطَ
ثَوْبَهٗ وَيُؤْثِرُهٗ بِالْوِسَادَةِ وَلَا
يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ وَكَانَ
اَكْثَرَ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَاَطْيَبَهُمْ
نَفْسًا مَا لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْهِ اَوْ يَعِظْ
اَوْ يَخْطُبْ وَكَانَ يَخْدِمُ الْوُفُوْدَ
بِنَفْسِهٖ اَحْيَانًا كَوُفُوْدِ النَّجَاشِيِّ
وَاَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ
وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَكَانَ
يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهٗ
وَيَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَيُجَالِسُ الْفُقَرَآءَ
وَيُفَلِّيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ
وَيُرَقِّعُ ثَوْبَهٗ وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ
وَيَخْدِمُ لِنَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَيَقُمُّ

پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا
کپڑا (اسکے بیٹھنے کیلئے) بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود
چھوڑ کر اس کو دے دیتے اور کسی شخص کی بات
بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی
میں سب سے بڑھ کر تھے جب تک کہ حالت نزول وحی
یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتوں میں
آپکو ایک جوش ہوتا تھا جس میں تبسم و خوش مزاجی
ظاہر نہ ہوتی تھی) اور بعض اوقات فرستادوں کی
خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے
آئے تھے اور آپ قیامت میں تمام اولاد آدم کے سردار
ہونگے اور سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین
شق ہوگی (اور آپ باہر تشریف لاوینگے) اور سب سے
اول آپ ہی شفاعت کرینگے اور سب سے اول
آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی اور آپ (غایت
تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار ہوتے تھے اور
(کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھلا لیتے اور غریبوں
کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے
تھے اور اپنے کپڑے میں (خود) جوں دیکھ لیتے (کسی خادم
پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال سے تھا کہ
کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال
لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی
پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور
گھر والوں کا کام کر لیا کرتے اور گھر میں

الْبَيْتَ وَيَاكُلُ مَعَ الْخَادِمِ وَيَعْجِنُ مَعَهٗ وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهٗ مِنَ السُّوْقِ وَكَانَ مِنْ اٰمَنِ النَّاسِ وَاَعْدَلِ النَّاسِ وَاَعَفِّ النَّاسِ وَاَصْدَقِهِمْ قَوْلًا حَتّٰى اَنَّ اَبَا جَهْلِ ابْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهٖ لَمَّا سَاَلَهُ الْاَخْنَسُ بْنُ شَرِيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اَبَا الْحَكَمِ لَيْسَ هُنَا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا تُخْبِرُنِيْ عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ اَمْ كَاذِبٌ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا الصَّادِقُ وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَرَ النَّاسِ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اِذَا جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ احْتَبٰى بِيَدِهٖ وَكَانَ اَكْثَرُ جُلُوْسِهٖ مُحْتَبِيًا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ

جھاڑو دے لیا کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اس کے کہ آپ کا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اس سے پوچھا کہ اے ابوالحکم یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری بات کو سن لے گا تو مجھ کو یہ بتلا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابوجہل نے کہا کہ واللہ محمدؐ سچے ہیں اور محمدؐ نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔

(وصل سیزدہم تتمہ وصل ہشتم میں) حضرت خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ملا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت سے ہوتی (اس کو احتباء کہتے ہیں اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہے) حضرت جابر بن سمرہؓ سے

سَمُرَةَ اَنَّهٗ تَرَبَّعَ وَرُبَّمَا جَلَسَ الْقُرْفُصَاءَ
وَكَانَ اِذَا مَشٰى مَشٰى مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ فِيْ
مَشْيِهٖ اَنَّهٗ غَيْرُ غَرِضٍ وَلَا وَكِلٍ
اَيْ غَيْرُ ضَجِرٍ وَلَا كَسْلَانُ عَنْ جَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ فِيْ كَلَامِهٖ تَرْتِيْلٌ
اَوْ تَرْسِيْلٌ عَنْ عَائِشَةَ رض كَانَ يُحَدِّثُ
حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ وَ
يُحِبُّ الطِّيْبَ وَالرَّائِحَةَ الْحَسَنَةَ
وَيَسْتَعْمِلُهَا كَثِيْرًا وَيَحُضُّ عَلَيْهَا وَلَا
يَنْفُخُ فِيْ طَعَامٍ وَلَا فِيْ شَرَابٍ وَيُحِبُّ
اِنْقَاءَ الْبَرَاجِمِ وَالرَّوَاجِبِ عَنْ عَائِشَةَ رض
قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا
مِنْ خُبْزٍ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ

روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور
بعض اوقات اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ
جاتے اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر یعنی
طمانینت کے ساتھ چلتے آپ کی چال سے یہ
معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں تنگی ہے
(کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں سستی
ہے (کہ پاؤں نہ اٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز چلتے
تھے نہ سست رفتار تھے) حضرت جابر رض بن
عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات
میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت
عائشہ رض سے روایت ہے کہ اس طرح کلام فرماتے
تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار
کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا اور آپ خوشبو کی
چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے
اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی
ترغیب دیتے اور کھانے پینے کی چیزوں میں
پھونک نہیں مارتے تھے اور انگلیوں اور ہڈیوں
کے جوڑوں کے صاف رکھنے کو پسند فرماتے
(کیونکہ یہ موقع میل جمع ہونے کے ہیں) اور
حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی
روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آخرت کو روانہ ہو گئے

---

عہ فسر فی القاموس القرفصاء بہذا و بالاحتباء و اخترت الاول بقرینۃ مقابلۃ الاحتباء ۱۲ منہ

عَنْ حَفْصَةَ رض كَانَ فِرَاشُهٗ مِسْحًا وَ
كَانَ يَنَامُ اَحْيَانًا عَلٰى سَرِيْرٍ مَرْمُوْلٍ
بِشَرِيْطٍ حَتّٰى يُؤَثِّرَ فِىْ جَنْبِهٖ عَنْ
عَائِشَةَ رض لَمْ يَمْتَلِئْ جَوْفُ النَّبِيِّ شِبَعًا
قَطُّ وَلَمْ يَبُثَّ الشَّكْوٰى اِلٰى اَحَدٍ وَ
كَانَتِ الْفَاقَةُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْغِنٰى
وَكَانَ يَظَلُّ جَائِعًا يَلْتَوِىْ طُوْلَ لَيْلَتِهٖ
مِنَ الْجُوْعِ وَلَوْ شَاءَ سَاَلَ رَبَّهٗ جَمِيْعَ
كُنُوْزِ الْاَرْضِ وَثِمَارِهَا وَرَغَدِ عَيْشِهَا
وَلٰكِنَّهٗ يَقُوْلُ مَالِىْ وَلِلدُّنْيَا اِخْوَانِىْ
مِنْ اُولِى الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ صَبَرُوْا
عَلٰى مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا فَمَضَوْا
عَلٰى حَالِهِمْ وَكَانَ شَدِيْدَ الرَّهْبَةِ
فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ حَتّٰى قَالَ لَوَدِدْتُ ع

اور حضرت حفصہ رض سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجوروں کے بان سے بُنی ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پہلو مبارک میں اسکا نشان پڑ جاتا۔

(وصل چہاردہم آپ کے تنگی معیشت کو اختیار کرنے میں) اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پُر نہیں ہوا اور کسی سے شکوہ کا اظہار نہیں کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے گذار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روئے زمین کے خزائن اور اس کی پیداوار اور اس کی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا کرتے کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور اپنی اسی حالت پر گذر گئے۔

(وصل پانزدہم آپ کی خشیت و مجاہدہ میں) اور آپ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ع

ع راجح یہ ہے کہ یہ قول ابوذر کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے مگر مدعا کچھ اسی روایت پر موقوف نہیں دوسری احادیث میں نص ہے انی اخشاکم للہ واتقاکم للہ ونحو ذلک ۱۲ منہ

اَیِ الشجرۃُ تعضدُ وکان یُصلّی حتّٰی یرم قدماہُ فقال ربّہٗ تعالٰی وتقدّس رحمۃً لہٗ طٰہٰ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقٰی ای لتتعب نفسک وکان یُصلّی ولجوفہٖ ازیزٌ کازیز المرجل کذا رواہُ عبدُ اللّٰہِ بنَ الشخیرِ وکان متواصلَ الاحزانِ لیس لہٗ راحۃٌ ویستغفر اللّٰہَ تعالٰی فی الیومِ سبعینَ مرّۃً اومائۃَ مرّۃٍ اقولُ کان تعلیمًا لامّتہٖ اولطلبِ مغفرۃٍ لامّتہٖ اولانّہٗ کان خائضًا فی بحرِ القربِ والعرفانِ وکان یترقّی ساعۃً فساعۃً لانّہٗ لاتکرارَ للتجلّی والتجلّی علٰی حسبِ استعدادِ المتجلّی لہٗ و استعدادُہٗ صلی اللّٰہُ علیہِ وسلّم کان متزائدًا اٰنًا فاٰنًا فاذا رأی المرتبۃَ

کہ کاش میں ایک درخت ہوجاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اس قدر (نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کرجاتے اس پر حق تعالیٰ وتقدس نے براہ ترحم فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا اسی طرح عبداللہ بن شخیر نے روایت کیا ہے اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر میں ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لئے تھا یا خود امت کے لئے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپ دریائے قرب وعرفان میں مستغرق تھے اور آناً فاناً ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ کی استعداد برابر متزاید ہوتی جاتی تھی (اس لئے تجلیات بھی لاتقف عند حد فائض ہوتی تھیں) پس جب مرتبہ مابعد کو عالی

اللَّاحِقَةِ عَالِيًا يَعُدُّ نَفْسَهٗ فِي التَّقْصِيْرِ فِي الْمَرْتَبَةِ السَّابِقَةِ اَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْنَ

دیکھتے تھے تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکوں کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا بَعَثَ نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ صَوْتًا اَقُوْلُ وَاَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَهٗ كَمَا هُوَ عَلٰى غَيْرِهٖ كَمَا اَنَّهٗ لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَ يُوْسُفَ كَمَا هُوَ اِلَّا عَلٰى يَعْقُوْبَ اَوْ زُلَيْخَا

(وصل شانزدہم آپ کے حسن وجمال میں) اور ترمذی نے قتادہ رح سے انہوں نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوشرو نہ ہو اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں بھی اور آواز میں ان سب سے احسن تھے میں کہتا ہوں کہ رہا وجود ایسے حسن وجمال کے) عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے ہے کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ سَابًّا وَّلَا فَحَّاشًا

(وصل ہفدہم آپ کے رفق وتواضع وپاکیزگی طبیعت میں) اور آپ نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے

وَلَا لَعَّانًا وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ
فِيْ سَيْرٍ قَرِيْبٍ وَالرَّاحِلَةَ فِيْ بَعِيْدٍ وَ
الْبَغْلَةَ فِيْ مَعَارِكِ الْحَرْبِ وَالْخَيْلَ
لِإِجَابَةِ الصَّارِخِ وَكَانَ يَبْسُطُ وَجْهَهٗ
لِلْكَافِرِ وَالْعَدُوِّ رَجَاءَ ائْتِلَافِهٖ وَيَصْبِرُ
لِلْجَاهِلِ وَيَتَوَلّٰى فِيْ مَنْزِلِهٖ مِهْنَةَ
أَهْلِهٖ وَيَتَسَمَّتُ فِيْ مَلَائِهٖ حَتّٰى
لَا يَبْدُوْ مِنْهُ شَيْءٌ مِّنْ أَطْرَافِهٖ وَ
قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بِشْرُهٗ وَعَدْلُهٗ وَلَا
يَسْتَفِزُّهُ الْغَضَبُ وَلَا يُبْطِنُ عَلٰى
جُلَسَائِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ فَكَيْفَ بِخَائِنَةِ
الْقَلْبِ وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَعْصُوْمًا فِيْ أَحْوَالِهٖ وَأَقْوَالِهٖ
وَأَفْعَالِهٖ عَنِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ

نہ لعنت کی بددعا دیتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں درازگوش پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکہ حرب میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی پہنچ جاویں اور معرکہ میں کمال ہے ثابت قدم رہنا اس لئے گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات میں تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی درازگوش کی سواری اور سفر دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی (وہ شتر ہے) اور آپ کافر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے۔
اور جاہل کی (بے تمیزی کی) بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آکر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں سے ہاتھ پاؤں کچھ ظاہر نہ ہو (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لئے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہیں کرتا تھا اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی بذریعہ نظر) آپ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے اور آپ تمام احوال و اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک

عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ وَلَا يَصِحُّ مِنْهُ خُلْفٌ
وَّاضْطِرَابٌ لَا فِيْ عَمْدٍ وَلَا فِيْ سَهْوٍ
وَلَا صِحَّةٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا جِدٍّ وَلَا
مَزْحٍ وَلَا رِضًى وَلَا غَضَبٍ وَكَانَ
لِحَبِيْبِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
قَدِمَ مَكَّةَ اَرْبَعُ غَدَائِرَ رَوَاهُ اُمُّ هَانِئٍ
فَكَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهٗ اَوَّلًا ثُمَّ فَرَقَ
رَاْسَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا
وَسُئِلَ اَنَسٌ رض عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ
اِنَّمَا كَانَ شَيْبًا فِيْ صُدْغَيْهِ وَلٰكِنْ
اَبُوْبَكْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّا وَالْكَتَمِ
وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ شَيْبُهٗ اَحْمَرَ وَقَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُقَيْلٍ رَاَيْتُ شَعْرَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض

صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں۔

(وصل ہشدہم آپ کے اعتدال تزئین میں) اور آپ جس روز مکہ معظمہ میں تشریف لائے ہیں (یعنی یوم فتح مکہ میں) اس روز آپ کے سر کے بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اس کو امّ ہانی نے اور آپ شروع میں اپنے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انس رض سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا کہ آپ حد خضاب تک ہی نہ پہنچے تھے (یعنی آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے) بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں میں ہوئی تھی لیکن حضرت ابوبکر رض نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہوں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بالوں کا پکنا سرخ رنگ کا تھا (یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید نہ ہوئے تھے) اور عبداللہ بن عقیل رض کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک حضرت انس رض کے پاس

مم یعنی دونوں طرف سے ۱۲ منہ

مَخْضُوْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض كَانَ
يَكْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ ثَلٰثًا فِيْ كُلِّ
عَيْنٍ وَكَانَ يُحِبُّ الثَّوْبَ
الْاَبْيَضَ وَالْقَمِيْصَ وَكُمُّهٗ اِلَى
الرُّسْغِ وَكَانَ يُحِبُّ الْحِبَرَةَ وَ
كَانَ يَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ اَسْوَدَ وَقَدْ
لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ
وَلَبِسَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ
وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا وَكَانَ فِيْ نَعْلَيْهِ
قِبَالَانِ مَثْنًى شِرَاكُهُمَا وَكَانَ
يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ الَّتِيْ
لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا
رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْ
نَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا
مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ

خضاب کیا ہوا دیکھا (محققین کے نزدیک ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ آپکے بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہو گئے اور بعضے سفید لیکن آپنے قصداً انکو خضاب نہیں لگایا لیکن آپکی عادت اکثر او جاع وغیرہ میں مہندی رکھ دینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس سے وہ سفید بال رنگین ہو گئے اب سب روایات جمع ہو گئیں واللہ اعلم) اور حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آپ سونے کے قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپ کی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور (کبھی) بالوں کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہے (اس سے تشبہ ممنوع لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس اہل روم کا خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہے) اور آپنے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہیں اور ان پر (وضو میں) مسح فرمایا ہے اور آپکے نعلین شریفین میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اسکی پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا اور آپ بالوں سے صاف کئے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے یہ روایت کیا اسکو حضرت ابن عمر رض نے اور آپ گاہ گاہ گٹھے ہوئے نعلین میں نماز (بھی) پڑھ لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اس وقت عرف میں یہ خلاف ادب نہ ہوگا) اور آپ نے چاندی کی انگشتری بنوائی تھی اور اس سے مہر لگاتے تھے۔

وَلَا یَلْبَسُہٗ کَمَا رَوَاہُ ابْنُ عُمَرَ رض وَقَالَ اَنَسٌ رض کَانَ فَصُّہٗ حَبْشِیًّا وَقَدْ ذُکِرَ فِیْ شُرُوْحِ الْبُخَارِیِّ اَنَّہٗ کَانَ حَجَرًا مِّنْ بِلَادِ الْحَبْشَۃِ اَوْ عَلٰی لَوْنِ الْحَبْشَۃِ وَکَانَ جَزْعًا اَوْ عَقِیْقًا وَرُوِیَ عَنْہُ اَیْضًا اَنَّ خَاتَمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَانَ مِنْ فِضَّۃٍ وَفَصُّہٗ مِنْہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِّنْہُ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِہٖ فِیْ کَفِّہٖ اَقُوْلُ اِخْتِلَافُ الرِّوَایَاتِ بِحَسْبِ اِخْتِلَافِ الْحَالَاتِ فَتَدَبَّرْ وَدَعِ الْخِلَافَ وَکَانَ نَقْشُہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰہِ سَطْرٌ رَوَاہُ اَنَسٌ رض وَاِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ وَکَانَ یَلْبَسُہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ صَحَّحَہُ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ رض وَقَالَ اَنَسٌ رض وَجَابِرٌ رض وَابْنُ عَبَّاسٍ رض کَانَ

اور (التزام ودوام کے ساتھ) پہنتے نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر رض نے روایت کیا ہے اور حضرت انس رض نے کہا ہے کہ اس کا نگین حبشی کا تھا شروح بخاری میں مذکور ہے کہ ملک حبش کا ایک پتھر تھا یا اس کا رنگ حبشیوں کا سا (یعنی سیاہ) تھا اور وہ مہرۂ یمانی یا عقیق تھا اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ آپکی انگشتری چاندی کی تھی اور اس کا نگین اسی کا تھا (میرے نزدیک نگین سے مراد خانۂ نگین ہے یعنی نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز سونے وغیرہ کا نہ تھا جیسا کہ بعضے بنوا لیتے ہیں) اور ان ہی سے ایک روایت میں ہے گویا اسکی سفیدی (اور چمک) آپکے ہاتھ میں اس وقت میری نظر میں ہے میں کہتا ہوں کہ ان روایات کا اختلاف باعتبار اختلاف حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اس انگشتری پر یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ اس طرح سے کہ محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت کیا اس کو حضرت انس رض نے اور جب آپ بیت الخلا میں جاتے تو انگشتری نکال دیتے اور اسکو (جب پہنتے تو) داہنے ہاتھ میں پہنتے امام بخاری رح نے اپنی صحیح میں اسکو حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے اور حضرت انس رض اور حضرت جابر رض اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ

يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَ سَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَفِيًّا وَقَبِيْعَتُهٗ
فِضَّةً وَلَبِسَ دِرْعَيْنِ يَوْمَ اُحُدٍ وَ
مِغْفَرًا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَكَانَ اِذَا اعْتَمَّ
سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ فِيْ
كُتُبِ السِّيَرِ بِرِوَايَاتٍ صَحِيْحَةٍ اَنَّهٗ
كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْخِيْ
عِلَاقَتَهٗ اَحْيَانًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَاَحْيَانًا
يَلْبَسُ الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ عِلَاقَةٍ وَرُوِيَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ
تَحْتَ الْعِمَامَةِ وَيَلْبَسُ الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ
الْقَلَانِسِ وَكَانَ لَهٗ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَ
كَانَ يَأْتَزِرُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَرَخَّصَ
اِلٰى اَسْفَلَ وَلٰكِنْ قَالَ لَا حَقَّ لِلْاِزَارِ
فِي الْكَعْبَيْنِ وَاِذَا جَلَسَ اِحْتَبٰى بِيَدَيْهِ

آپ داہنے ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے اور آپ
کی تلوار قبیلہ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اسکی
موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے میں جس جگہ پر
ہاتھ رہتا ہے اسکے سرے پر جو روک ہوتی ہے
وہ) چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی
ہے اس لئے چاندی کی درست ہے) اور جنگ
احد میں آپ دو زرہیں اور فتح مکہ کے روز آپ
خود (یعنی آہنی کلاہ) پہنے ہوئے تھے اور آپ
جب عمامہ باندھتے تھے تو اس کو دونوں شانوں
کے درمیان میں چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر میں
بروایاتِ صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونوں
شانوں کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی
بے شملہ عمامہ باندھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ
کے اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے پہن لیتے
اور آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ
نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت
اس سے نیچے بھی دی ہے مگر یہ فرما دیا ہے
کہ ازار کا ٹخنوں میں کچھ حق نہیں (یعنی ٹخنے
سے نہ لگنا چاہیے) اور آپ جب بیٹھتے تھے
تو زانو کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا لیتے

---

لمہ اور چونکہ ایک روایت میں اسکی ممانعت آئی ہے اسلئے
اسکو کسی خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲ منہ

وَاسْتَلْقٰى فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَاَيْتُهٗ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ وَرَاٰهُ اَنَسٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قُطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ وَعَنْهُ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلٰثَ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ اَمَّا اَنَا فَلَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا وَكَانَ يَاْكُلُ بِاَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ وَيَلْعَقُهُنَّ وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهٖ خُبْزَ الشَّعِيْرِ وَمَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ وَلَا سُكُرُّجَةٍ بَلْ عَلَى السُّفَرِ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحِبُّ الْخَلَّ وَالزَّيْتَ وَالْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ وَالدُّبَّاءَ وَاَكَلَ لَحْمَ الدَّجَاجِ وَالْحُبَارٰى

اور آپ مسجد میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چیت لیٹے تھے حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور حضرت انسؓ نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اس کو بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگوں کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ میں وہاں سے چادریں آتی ہیں کپڑا ان کا موٹا ہوتا ہے)

(وصل نوزدہم تتمہ وصل ہشتم و سیزدہم میں)

اور انہیں سے روایت ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تو تکیہ لگا کر نہیں کھاتا اور آپ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور انکو (کھانے کے بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپکی غذا جَو کی روٹی ہوتی تھی اور آپ نے چوکی (میز) پر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی تشتری میں کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لئے چپاتی نہیں پکائی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغنِ زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا

وَالشَّاةِ وَالْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَيُحِبُّ الثَّرِيْدَ
وَيَأْكُلُ الْفِلْفِلَ وَالتَّوَابِلَ وَأَكَلَ
الْبُسْرَ وَالرُّطَبَ وَالتَّمْرَ وَالسِّلْقَ وَالْحَيْسَ
وَكَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ يَعْنِيْ مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ وَ
قَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوْءُ
بَعْدَهُ أَيْ غَسْلُ الْأَيْدِيْ إِطْلَاقًا لِلْكُلِّ
عَلَى الْجُزْءِ كَذَا قَالُوْا وَكَانَ يَأْكُلُ
الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ كَمَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
جَعْفَرٍ وَرَوَتْ عَائِشَةُ رض أَنَّهُ كَانَ
يَأْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ يَقُوْلُ يُكْسَرُ
حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَكَانَ أَحَبُّ
الشَّرَابِ إِلَيْهِ الْحُلْوَ الْبَارِدَ وَيَشْرَبُ
النَّبِيْذَ وَاللَّبَنَ وَالْمَاءَ فِيْ قَدَحٍ كَانَ
لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ
غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ وَقَالَ لَيْسَ

اور بکری کا اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت
کھایا ہے اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے میں
توڑی ہوئی روٹی کو) پسند کرتے تھے اور آپ
فلفل اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ
نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک
اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور
پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے اور آپ کو
کھرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ
نے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اس میں
ہے کہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور
کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ
ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ
عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور
حضرت عائشہ رض نے روایت کیا ہے کہ
آپ تربوز خرمے کے ساتھ کھاتے
اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے
تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند
تھا جو شیریں ہو اور سرد ہو اور آپ خرما
تر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی
سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے
جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس
میں لوہے کے پترے لگے تھے اور آپ
نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے

شيء يجزئ مكان الطعام والشراب
غير اللبن وقال ابن عباس شرب ماء
زمزم قائما وروى عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده قال رايت النبي صلى
الله عليه وسلم قاعدا او قائما واذا
شرب تنفس مرتين وزاد البخاري
او ثلاثا وكان اذا اخذ مضجعه وضع
كفه اليمنى تحت خده الايمن رواه
براء بن عازب واذا نام نفخ رواه
ابن عباس وعن عائشة رض كان فراش
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الذي ينام عليه من ادم حشوه
ليف وقالت حفصة رض كان فراشه
مسحا نثنيه ثنتين فينام عليه و
عن انس رض كان يعود المريض ويشهد

سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے
دونوں کا کام دے سکے اور حضرت
ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ آپ نے زمزم کا پانی
کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور عمرو بن
شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے
اپنے جد سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونوں
طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب
آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان میں) دوبار
سانس لیتے تھے اور امام بخاری رح نے اسی
روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین
بار سانس لیتے تھے اور آپ جب اپنی خوابگاہ
پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسارہ
کے نیچے رکھتے روایت کیا اس کو براء بن
عازب نے اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے
روایت کیا اس کو ابن عباس رض نے اور حضرت
عائشہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اسکے اندر
پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہ رض نے کہا ہے
کہ آپ کا بستر ایک کمبل تھا ہم اس کو دوہرا کردیا
کرتے اور آپ اس پر سویا کرتے اور حضرت
انس رض سے روایت ہے کہ آپ مریضوں کی
عیادت فرماتے تھے اور جنازہ میں شریک

اَلْجَنَازَۃَ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ وَیُجِیْبُ
دَعْوَۃَ الْعَبْدِ وَکَانَ یَوْمَ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ
عَلٰی حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِّنْ لِیْفٍ عَلَیْہِ
اِکَافٌ مِّنْ لِیْفٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ
کَانَ یَقْعُدُ عَلَی الْاَرْضِ وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ
وَیَقُوْلُ لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ
وَحَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ وَعَلَیْہِ قَطِیْفَۃٌ لَا
تُسَاوِیْ اَرْبَعَۃَ دَرَاھِمَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ
اجْعَلْہُ حَجًّا لَا رِیَاءَ فِیْہِ وَلَا سُمْعَۃَ عَنْ
عَائِشَۃَ رضؓ وَکَانَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ
عَلَیْھَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَۃٍ
وَیَوْمٍ وَمَا لِیْ طَعَامٌ یَاْکُلُہٗ ذُوْکَبِدٍ
اِلَّا شَیْءٌ یُّوَارِیْہِ اِبْطُ بِلَالٍ رَوَاہُ

ہوتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے
اور غلام تک کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور
غزوہ بنی قریظہ میں آپ ایک دراز گوش پر
سوار تھے جس کا لگام پوست خرما کی رسّی کا
تھا اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اس کا پالان
تھا اور ان سے ایک روایت ہے کہ آپ
زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنی بکری کا
دودھ نکال لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے
کہ اگر بکری کا دست کھلانے کے لئے میری
دعوت کی جاوے تو منظور کر لوں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر
حج کیا ہے۔ اور اس پالان پر ایک کملی تھی جو
چار درم (ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اس پر یہ
دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اس کو ایسا حج (مبرور)
بنائیے جس میں نمائش اور قصدِ شہرت نہ
ہو اور حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ
آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر عوض
بھی دیتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ مجھ پر (ایک بار) تیس رات دن
اس حالت میں گذرے ہیں کہ میرے پاس
کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار
کھا سکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو
بلالؓ کی بغل میں آجاتا تھا روایت کیا اسکو

اَنَسٌ وَّقَالَ لَمْ يَجْتَمِعْ عِنْدَهٗ غَدَاءٌ
وَلَا عَشَاءٌ مِّنْ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ اِلَّا عَلٰى
ضَفَفٍ وَعَنْهُ قَالَ اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَّظَرْتُهَا
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَالَ كَشْفِ السِّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ
اِلٰى وَجْهِهٖ كَاَنَّهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَّاَنَّ
اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ بَعْدَ مَا مَاتَ فَوَضَعَ
فَمَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى
سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَانَبِيَّاهُ وَاصَفِيَّاهُ
وَاخَلِيْلَاهُ وَرَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قُبِضَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْاِثْنَيْنِ فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ
الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ مِنَ
اللَّيْلِ يُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاحِيْ مِنْ اٰخِرِ

حضرت انس رضؓ نے اور حضرت انس رضؓ نے یہی کہا کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہیں ہوا بجز اسکے کہ کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوئے۔

(و صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی وفات شریف میں) اور حضرت انس رضؓ ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی وہ اس طرح کہ آپ نے (مرض وفات میں) دو شنبہ کے دن پردہ اٹھا کر دیکھا اس وقت میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا اپنا منہ تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور ہاتھوں کو آپ کی کلائیوں پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے نبی ہائے صفی ہائے خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی سو اس دن اور سہ شنبہ کی شب اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن میں (بوجہ غلبۂ غم و حیرت در بعضے امور و انتظام اجتماع مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن کئے گئے کہ آخر شب میں پھاوڑوں کی آوازیں کھودنے کی حالت میں سنی

اللَّیْلِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ
قَالَ اَبُوْعِیْسَی التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ
غَرِیْبٌ اَقُوْلُ الصَّحِیْحُ اَنَّهٗ دُفِنَ
لَیْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ تَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ
وَاِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ
وَاِنِّیْ لَا اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنَسّٰی وَ
اِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ
اَمَامِیْ وَاِنَّهٗ کَانَ یَقْظَانَ الْقَلْبِ
دَائِمًا وَفَوْتُ الْفَجْرِ لَیْلَةَ التَّعْرِیْسِ
لِحِکْمَةٍ اِلٰهِیَّةٍ اِقْتَضَتْ اِظْهَارَ
حُکْمِ الْقَضَاءِ عَلٰی اُمَّتِهٖ قَالَ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَمْزَحُ وَلَا
اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا فَکَانَ یُمَازِحُ

جاتی تھیں اور عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ہے کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی اور شب سہ شنبہ میں دفن کئے گئے ابوعیسیٰ ترمذی نے اس روایت کو غریب (یعنی متفرد) کہا ہے میں کہتا ہوں کہ صحیح یں ہے کہ آپ شب چارشنبہ میں دفن ہوئے۔

(وصل بست ویکم تتمۂ وصل ہفتم میں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھیں سوجاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا اور یہ بھی فرمایا کہ میں شب اس حالت میں بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے (تاکہ اسکے متعلق احکام سنت قرار پاویں) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور (باوجود اس بیداردلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا ہوجانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہوجاوے۔

(وصل بست ودوم آپکے مزاح میں) اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی تو کرتا ہوں مگر (اسمیں بھی) بات سچ ہی کہتا ہوں سو آپ مؤمنین سے ان کا دل خوش کرنے کے لئے کبھی کبھی خوش طبعی

الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْيَانًا لِتَطْيِيْبِ قُلُوْبِهِمْ كَقَوْلِهٖ لَاَحْمِلَنَّكَ عَلَى ابْنِ النَّاقَةِ لِاَعْرَابِيٍّ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ لِامْرَاَةٍ وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ الْاَنْبِيَاءِ وَخَتْمَ الْمُرْسَلِيْنَ وَمُنْتَهَى النَّبِيِّيْنَ وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْتَدِيْ بِهٖ فِي الْاَحْكَامِ وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاسٰى مِنَ الشَّدَائِدِ مَا يُقَاسِيْهِ الْاِنْسَانُ لِتَضَاعُفِ ثَوَابِهٖ وَتَصَاعُدِ دَرَجَاتِهٖ فَمَرِضَ وَاشْتَكٰى وَاَصَابَهُ الْحَرُّ وَالْقَرُّ وَاَدْرَكَهُ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَلَحِقَهُ الْغَضَبُ وَالضَّجَرُ وَنَالَهُ الْاِعْيَاءُ وَالتَّعَبُ وَالضَّعْفُ وَالْكِبَرُ وَسَقَطَ فَجُحِشَ وَشَجَّهُ الْكُفَّارُ

بھی فرمایا کرتے تھے جیسے آپ نے ایک اعرابی سے (جس نے سواری کیلئے جانور مانگا تھا) فرمایا تھا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ کلام کے وقت جو بچہ ہے اس پر سوار کرنا مراد ہے اسی لئے کہا کہ میں بچہ کو کیا کرونگا آپ کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے آپ نے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی (اور وہ جب گھبرائی تب آپ کے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانے کے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی سب جوان ہونگی۔

(وصل بست و سوم تتمہ وصل ہفتم و بست و دوم میں) اور آپ افضل الانبیاء اور خاتم المرسلین اور منتہی النبیین تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام شرعیہ میں آپ کا اقتدا کرینگے۔

(وصل بست و چہارم آپ کے بعض عوارض بشریہ کے ظہور اور اسکی حکمت میں) اور آپکو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ کا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہوں پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو (موقع پر) غصہ اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی اور خستگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر آپ کے خراش بھی ہو گیا اور جنگ احد

يَوْمَ أُحُدٍ وَأُدْمُوْا قَدَمَيْهِ فِي الطَّائِفِ
وَسُقِيَ السَّمَّ وَسُحِرَ وَتَدَاوٰى وَاحْتَجَمَ
وَتَنَشَّرَ وَتَعَوَّذَ وَقَضٰى نَحْبَهٗ
وَلَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى وَتَخَلَّصَ
مِنْ دَارِ الْاِمْتِحَانِ وَالْبَلْوٰى
وَلَقَدْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ
الْأَعْدَاءِ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ حَتّٰى
عَنْ بَدْرِ بْنِ قَمْئَةَ يَوْمَ أُحُدٍ حِيْنَ
رَمٰى بِحَجَرٍ فَشَجَّ وَجْنَتَهٗ وَدَخَلَتْ
حَلْقَتَانِ مِنَ الْمِغْفَرِ فِيْهَا وَأَخَذَ
عَلٰى أَبْصَارِ قُرَيْشٍ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ
إِلَى الثَّوْرِ وَأَمْسَكَ عَنْهُ سَيْفَ
غُوْرَثَ وَحَجَرَ أَبِيْ جَهْلٍ وَفَرَسَ
سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ وَسِحْرَ لَبِيْدِ بْنِ
أَعْصَمَ وَسَمَّ يَهُوْدِيَّةٍ وَفِي الْعِصْمَةِ

کے دن کفار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ
اور سر میں زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ
کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپ
کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا
گیا اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے
جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا
وقت پورا کر کے عالم بالا میں ملحق ہو گئے اور
اس دار الامتحان والبلا سے آزاد ہو گئے
اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع
میں دشمنوں (کے قتل وہلاک کی تدبیر کرنے)
سے محفوظ رکھا حتّٰی کہ یوم احد میں جب بدر
بن قمہ نے آپ پر پتھر چلایا اور اس سے آپکا
رخسارہ مبارک زخمی ہو گیا اور خود آہنی کے
دو حلقے رخسارہ میں گھس گئے اس وقت آپ
کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جب آپ جبل ثور
کی طرف (پوشیدہ) تشریف لے گئے اس
وقت قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا او
غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور ابوجہل
کے پتھر کو اور سراقہ بن مالک کے گھوڑے
کو اور لبید بن اعصم کے سحر (کے اثر مقصود)
کو اور (اسی طرح) یہودی عورت کے
زہر (کے اثر مقصود) کو آپ سے دور رکھا
اور (ہلاکت سے) آپ کے محفوظ رہنے میں

وَالْاَذِیَّۃِ اِظْھَارُ لِشَرْفِہٖ وَاِیْصَالُ ثَوَابِہٖ وَکَیْلَا یَضِلَّ فِیْہِ النَّاسُ بِاِظْھَارِ الْعَجَائِبِ وَالْمُعْجِزَاتِ کَمَا ضَلُّوْا فِیْ عِیْسٰی وَعُزَیْرٍ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ وَلِیَکُوْنَ تَسْلِیَۃً لِاُمَّتِہٖ فِی الْمَصَائِبِ وَھٰذِہِ الطَّوَارِیُ اِنَّمَا کَانَتْ عَلٰی جَسَدِہِ الْمُطَھَّرِ الْبَشَرِیِّ لِمُشَاکَلَۃِ النَّوْعِ وَاَمَّا قَلْبُہٗ فَمُنَزَّہٌ مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ مَشْغُوْلٌ بِمُشَاھَدَۃِ الْحَقِّ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ بِاللّٰہِ وَلِلّٰہِ وَفِی اللّٰہِ وَمَعَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ وَاٰنٍ حَتّٰی اَنَّ اَکْلَہٗ وَشُرْبَہٗ وَلُبْسَہٗ وَحَرَکَتَہٗ وَسُکُوْنَہٗ وَقَوْلَہٗ وَسُکُوْتَہٗ کُلَّہٗ لِوَجْہِ اللّٰہِ وَبِاَمْرِ اللّٰہِ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی

اور (معمولی) تکلیف ہو جانے میں آپ کے شرف کا اظہار ہے (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی ہے) اور آپکو ثواب دینا ہے (یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہی) اور (نیز اس لئے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپکے بارہ میں معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے سبب لوگ ضلالت میں نہ پڑجاویں (یعنی اگر جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا) جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ میں (خاص عجائب کے سبب ضلالت میں پڑ گئے) اور تاکہ مصائب میں آپکی امت کیلئے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکالیف پہنچی ہیں تو ہم کیا چیز ہیں) (وصل لبست و پنجم آپ کی روح پر ان عوارض کے اثر نہ ہوتے تھیں) اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ مقدس اور مشاہدۂ حق میں مشغول تھا کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی میں مستغرق اور اللہ ہی کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے

اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی
یَوْمِ الدِّیْنِ ھٰذَا مُجْمَلُ مَا فِی
الْمُطَوَّلَاتِ فَاحْفَظْہُ فَاِنَّہٗ لَا
یَطَّلِعُ عَلَیْہِ اِلَّا الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُوْنَ
بَعْدَ تَتَبُّعِ الْکُتُبِ وَالدَّفَاتِرِ
الْکَثِیْرَۃِ وَاِنَّا قَدْ اَعْطَیْنٰکَ عُجَالَۃً
نَافِعَۃً وَّعُلَالَۃً رَّائِعَۃً تَسْتَوْعِبُھَا
فِی الْمُدَّۃِ الْیَسِیْرَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ
لِقَارِئِھَا وَکَاتِبِھَا وَسَامِعِھَا
وَحَافِظِھَا وَرَاوِیْھَا وَمُؤَلِّفِھَا
اٰمِیْنَ وَلْنَخْتِمْ بِعِدَّۃِ اَبْیَاتٍ
ھِیَ تُحْفَۃٌ مُّرْسَلَۃٌ اِلٰی جَنَابِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کی
جاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے
آل و اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ
نازل فرماتا رہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات
کا اجمالی مضمون ہے اس کو یاد رکھو کیونکہ
اس پر بجز علماء محققین کے اور وہ بھی کتب
اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص
مطلع نہیں ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع
فوری اور دل پسند سیری بخش مجموعہ تم کو
دے دیا جس کو بہت قلیل مدت میں ضبط
کر سکتے ہو اے اللہ اس کے پڑھنے والے
کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے
کو اور کسی کے سامنے نقل کرنے والے کو
اور تالیف کرنے والے کو (اور ترجمہ کرنے
والے کو) بخش دیجئے۔ آمین۔ اور ہم چند
ابیات پر اس کو ختم کرتے ہیں جو آپ کے
دربار شریف میں بطور تحفہ کے (مبلغین صلوٰۃ
وسلام کے واسطے سے) بھیجے جاتے ہیں

# لِمُؤَلِّفِہٖ

یہ اشعار مؤلف کے ہیں

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ ‏ اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

دستگیری یہ کیجئے میرے نبی ‏ کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

لَیْسَ لِیْ مَلْجَأٌ سِوَاكَ اَغِثْ ‏ مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ ‏ فوجِ کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غَشَّنِی الدَّهْرُ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ ‏ کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ

ابنِ عبد اللہ زمانہ ہے خلاف ‏ اے مرے مولا خبر لیجے مری

لَیْسَ لِیْ طَاعَةٌ وَّلَا عَمَلٌ ‏ بَیْدَ حُبِّیْكَ فَهُوَ لِیْ عُدَدِیْ

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس ‏ ہے مگر دل میں محبت آپ کی

یَا رَسُوْلَ الْاِلٰہِ بَابُكَ لِیْ ‏ مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِیْ

میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول ‏ ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جُدْ بِلُقْیَاكَ فِی الْمَنَامِ وَکُنْ ‏ سَاتِرًا لِّلذُّنُوْبِ وَالْفَنَدِ

خواب میں چہرہ دکھا دیجے مجھے ‏ اور مرے عیبوں کو کر دیجے خفی

اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللّٰہِ ‏ وَمُقِیْلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِ

در گذر کرنا خطا و عیب سے ‏ سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةٌ لِّلْعِبَادِ قَاطِبَةً ‏ بَلْ خُصُوْصًا لِّكُلِّ ذِیْ اَوَدٍ

سب خلائق کیلئے رحمت ہیں آپ ‏ خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ‏ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ    فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِيْ
کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک    نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی
فَأُصَلِّيْ عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيْمِ    مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا    حضرت حق کی طرف سے دائمی
بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْأَنْفَاسِ    وَالنَّبَاتِ الْكَثِيْرِ مُنْتَضِدِ
جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس    اور بھی ہے جس قدر روئیدگی
وَعَلَى الْآلِ كُلِّهِمْ أَبَدًا    بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْأَمَدِ
اور تمہاری آل پر اصحاب پر    تابقائے عمر دارِ اُخروی

تمت الرسالة المسماة بشيم الحبيب في بلدة بھوپال سنة ١٢٠٩ شهر ذي الحجة آخر السنة

یہ رسالہ مسمی بہ شمیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا

(اور ترجمہ اس کا مسمی بہ شمیم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۸ھ میں تمام ہوا والحمد للہ)